دعوتِ اسلامی کی
شب و روز

تلمیذ اعلیٰ حضرت
مفتی تقدس علی خان
ایک عہد ساز شخصیت



- پاکستان میں ہجرت اور کراچی میں گزارے گئے ایام
- پیر جو گوٹھ میں دیگر خدمات
- لوگوں سے گھل مل کر رہنے والی شخصیت
- تحمل مزاج اور بلندیِ ہمت کے واقعات
- مفتی صاحب کا حلیہ اور کچھ عادات
- حرمین طیبین میں آپ کے معمولات

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے
ان شاءاللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(مستطرف، ج1، ص40 دار الفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ : تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خان ایک عہد ساز شخصیت

مؤلف : مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی (رکن مرکزی مجلس شوریٰ دعوتِ اسلامی)

تعاون : دعوتِ اسلامی کے شب و روز (News Website Of Dawateislami)

صفحات : 43

اشاعتِ اول: (آن لائن): جولائی 2021ء / ذوالحجۃ الحرام 1442ھ

shaboroz@dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خان ایک عہد ساز شخصیت

شیطان لاکھ سُستی دلائے یہ رِسالہ (43صَفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: تم جہاں بھی ہو مجھ پر دُرُود پڑھو کہ تمہارا دُرُود مجھ تک پہنچتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ

خاندانِ اعلیٰ حضرت کے عظیم فرد، یادگارِ اسلاف، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خان صاحب، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان[1] رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و شاگرد اور حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خان[2] رحمۃ اللہ علیہ کے داماد و خلیفہ تھے، والد کی جانب سے یہ رشتے میں اعلیٰ حضرت کے بھتیجے اور والدہ کی جانب سے نواسے تھے، انھوں نے ساری زندگی علمِ دین کی اشاعت، دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف ہند[3] اور جامعہ راشدیہ پیرجوگوٹھ سندھ پاکستان[4] کی آبیاری و ترقی کے وقف کئے رکھی، پاک و ہند کے سینکڑوں علمانے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا اور چاردانگ عالم میں دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہوئے۔ آپ کے حالاتِ زندگی میں سمجھنے، سیکھنے اور عمل کرنے کے کئی پہلو موجود ہیں، آیئے آپ بھی ان کے حالات کا مطالعہ کیجئے اور ان سے حاصل ہونے والے دروس کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کیجئے:

اعلیٰ حضرت سے والد کی جانب سے رشتہ

خاندانِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا تعلق افغانستان[5] کے صوبے قندھار[6] کے پٹھان قبیلے بڑھیچ سے ہے، اس

1 ......معجم کبیر، حسن بن حسن بن علی عن ابیہ، 3/82، حدیث: 2729۔

قبیلے کے ایک فرد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان[7] مغلیہ دور میں لاہور[8] اور پھر دہلی[9] آئے اور کئی حکومتی عہدوں پر فائز رہے، ان کے بیٹے سعادت یار خان[10] اور پوتے محمد اعظم خان[11] تھے، اللہ پاک نے انہیں ایک بیٹے حافظ کاظم علی خان اور چار بیٹیوں سے نوازا، حافظ کاظم علی خان، دربار اودھ کی طرف سے بدایون کے تحصیل دار (سٹی مجسٹریٹ) تھے، دوسو فوجیوں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہتی تھی، آپ کو آٹھ گاؤں معافی جاگیر میں ملے تھے، مال ومنصب کے باوجود آپ کا میلان دین کی جانب تھا، آپ حافظِ قرآن اور حضرت علامہ شاہ نور الحق قادری رازقی فرنگی محلی[12] کے مرید و خلیفہ تھے، ہر سال بارہ ربیع الاول کو محفلِ میلاد کیا کرتے تھے جو خانوادہ رضویہ میں اب بھی ہوتی ہے۔[13] آپ کے تین بیٹے (1) امام العلماء مولانا رضا علی خاں (2) رئیس الحکماء حکیم تقی علی خان (3) جعفر علی خان اور چار بیٹیاں تھیں۔ امام العلماء مولانا رضا علی خاں[14] اعلیٰ حضرت کے دادا تھے اور رئیس الحکماء حکیم تقی علی خان مفتی تقدس علی خان صاحب کے پڑداداہیں۔[15] حکیم تقی علی خان صاحب بہت بہادر، قومی ہیکل، فنِ طِبّ میں خاص مہارت رکھتے تھے، یہ حکیم محمد اجمل خان دہلوی[16] کے شاگرد تھے، ان کی شادی حکیم اجمل صاحب کے منجھلے بھائی حکیم محمد واصل خان صاحب[17] کی بیٹی سے ہوئی، یہ ریاست جے پور کے شاہی طبیب تھے، انہیں ریاست کی طرف سے اتنی جائیداد ملی جس کی سالانہ آمدن 3 لاکھ تھی، ان کے 4 بیٹے تھے: (1) مہدی علی خان (2) حکیم ہادی علی خان (3) فتح علی خان (4) فدا علی خان، ان میں سے حکیم ہادی علی خان مفتی تقدس علی خان کے داداہیں،[18] حکیم ہادی علی خان کی شادی ریاست ٹونک کے عبد العلیم خان صاحب کی بیٹی سے ہوئی جن سے 3 بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی: (1) ہدایت علی خان (2) مولانا سردار ولی خان (3) محبوب علی خان۔ ان میں سے مولانا سردار ولی خان صاحب مفتی تقدس علی خاں صاحب کے والد محترم ہیں۔[19] مولانا سردار ولی خان صاحب کی پیدائش 1302ھ مطابق 1885ء کو بریلی شریف میں ہوئی، انھوں نے طویل عمرپائی اور 1390ھ / 1970ء کو پیر جو گوٹھ میں انتقال فرمایا۔ مفتی صاحب کے ایک مکتوب میں ہے: میرے والد صاحب کو اعلیٰ حضرت قبلہ سے خلافت نہیں تھی، وہ (سراج العارفین مولانا سیّد ابو الحسین احمد) نوری میاں[20] سے بیعت تھے۔[21]

والدہ کی جانب سے رشتہ

اعلیٰ حضرت کے پڑداداحافظ کاظم علی خان صاحب کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، ان میں سے ایک بیٹی زینت موتی بیگم تھیں جن کا نکاح محمد حیات خان یوسف زئی سے ہوا، ان کے دو بیٹے نعمت (عرف بزرگ) علی خان اور کوچک خان تھے، نعمت

(عرف بزرگ) علی خان کے ایک بیٹے حاجی وارث علی خان تھے جن کی شادی اعلیٰ حضرت کی ہمشیرہ حجاب بیگم سے ہوئی۔ حجاب بیگم مفتی تقدس علی خان صاحب کی نانی صاحبہ ہیں، یوں اعلیٰ حضرت رشتے میں مفتی صاحب کے نانا ہوئے۔[22] حاجی وارث علی خان صاحب کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، ایک بیٹی کنیز فاطمہ کا نکاح مولانا سردار ولی خان صاحب سے ہوا، ان کے چار بیٹے (1) مفتی تقدس علی خان (2) مفتی اعجاز ولی خان (3) عبد العلی خان (4) مقدس علی خان اور 2 بیٹیاں تھیں۔[23] مفتی صاحب کی والدہ محترمہ کنیز فاطمہ کی پیدائش 1297ھ / 1880ء کو بریلی میں ہوئی اور وصال 1377ھ / 1957ء کو پیرجو گوٹھ میں ہوا۔[24] مفتی تقدس علی خان صاحب کی والدہ کی بہن (یعنی خالہ) کنیز عائشہ کا نکاح حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب سے ہوا، یوں حجۃ الاسلام آپ کے خالو اور رشتے کے ماموں ہیں، انہیں کی بیٹی کنیز صغریٰ بیگم سے آپ کا نکاح ہوا، اس لئے حجۃ الاسلام آپ کے سسر بھی تھے۔[25] حجۃ الاسلام کے بیٹے مفسرِ اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان[26] اور مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں[27] آپ کے برادرِ نسبتی تھے، اس لئے آپ خاندان رضوی میں پھوپھا صاحب کے لقب سے مشہور تھے۔[28] بقول خوشترِ ملت حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی: آپ (مفتی تقدس علی خان) حسب نسب کے اعتبار سے کاظمی اور بیعت کے اعتبار سے رضوی اور اجازت و خلافت کے اعتبار سے حامدی ہیں۔[29]

پیدائش

مفتی تقدس علی خان صاحب کی ولادت رجب المرجب 1325ھ / اگست 1907ء کو آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہوئی،[30] شہنشاہِ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب[31] نے آپ کا تاریخی نام "تقدس علی خان" رکھا۔[32] آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔[33]

تعلیم و تربیت

آپ نے پانچ سال کی عمر میں 1330ھ / 1912ء کو ناظرہ قرآن مکمل کیا۔[34]☆ابتدائی کتب درسِ نظامی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف[35] کے مدرس حضرت مولانا محمد خلیل الرحمٰن بہاری[36] سے پڑھیں۔[37]☆درسِ نظامی کی متوسط کتب صاحبزادہ شہنشاہِ سخن اور داماد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ حسنین رضا خان[38] اور مولانا عبد المنان خان شہباز گڑھی[39] سے پڑھیں۔ شرح جامی[40] کا خطبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سے پڑھنے کی سعادت پائی۔ مفتی تقدس علی خان صاحب فرماتے ہیں: "میری عمر 12 یا 13 سال کی تھی، جب میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے شرح جامی کا درس لیا۔ اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمہ کی عام نشست ایک مسہری تھی، جس پر آپ جلوہ فرماتے تھے۔ اس کے سامنے کرسیاں بچھی ہوتی تھیں جس پر لوگ آکر بیٹھتے تھے۔ ادب واحترام کا یہ عالم تھا کہ اعلیٰ حضرت کی مسہری پر کوئی نہیں بیٹھتا تھا۔"(41) ☆ آپ کے منتہی کتب کے اساتذہ صدر المدرسین علامہ ظہور الحسین رامپوری(42) اور ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے علامہ نور الحسین رامپوری(43)، استاذ العلماء مولانا عبد العزیز خان محدث بجنوری(44) [مفتی تقدس علی خان صاحب نے علامہ عبد العزیز صاحب کا ذکر اپنے ایک مکتوب میں ان الفاظ سے کیا ہے: مولانا عبد العزیز خان صاحب نے دار العلوم منظر اسلام میں تقریباً بیس سال پڑھایا، اعلیٰ حضرت قبلہ سے انہیں خلافت حاصل تھی، جامع مسجد بریلی میں خطیب وامام رہے، پھر مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی میں اعلیٰ کتابیں پڑھاتے رہے اور منظرِ اسلام میں بھی حدیث پڑھاتے رہے، انہیں بدر الطریقہ لقب سے یاد کیا جاتا ہے، شام کو روزانہ مثنوی شریف کا درس ان کا معمول تھا، اپنے وطن مولوف میں وصال فرمایا۔(45)] شیخ الحدیث علامہ رحم الٰہی منگلوری(46) اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔(47) مفتی تقدس علی خان صاحب نے اپنے ان دونوں آخر الذکر اساتذہ کا ذکر اپنے مکتوب میں اس طرح کیا ہے: مولانا رحم الٰہی اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی [مدرسے کے صدر مدرس ہونے کے] اُمیدوار ہوئے، اعلیٰ حضرت [ان میں سے] کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے، لہٰذا لکھا کہ ایک میرا دل، دوسرا میرا جگر ہے اور دونوں میری آنکھیں ہیں، ایک ماہ ایک کو مدرّسِ اول لکھا جائے اور دوسرے ماہ دوسرے کو مدرّس اول لکھا جائے اور تنخواہیں دونوں کی برابر رکھی جائیں۔(48) ☆ مفتی تقدس علی خان صاحب نے دورۂ حدیث حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان سے کیا، انہیں سے رد المحتار کا مقدمہ پڑھا اور فتاویٰ نویسی کی مشق بھی کرتے رہے۔ آپ کی صلاحیت، اطاعت، حجۃ الاسلام سے محبت اور حجۃ الاسلام کی شفقت وکرم نوازی کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ حجۃ الاسلام کے نائب مشہور ہو گئے۔ آپ سفر وحضر میں حجۃ الاسلام کے رفیق وخادم اور اعزا میں سب سے قریب تھے۔(49) ☆ ۱۳۴۵ھ / 1927ء کو تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ نے دار العلوم منظر اسلام بریلی سے درسِ نظامی سے فارغ التحصیل ہو کر سندِ فراغت حاصل کی۔(50)

سلسلہ قادریہ کی خلافت

☆ مفتی تقدس علی خان سات سال کی عمر میں 1332ھ / 1914ء کو اعلیٰ حضرت سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے، چنانچہ آپ کے ایک مکتوب میں ہے: مجھے اعلیٰ حضرت قبلہ سے 1332ھ میں ارادت حاصل ہوئی۔ ان کا

دستخط شدہ شجرہ میرے پاس محفوظ ہے۔[51] بعد میں شرح جامی کا خطبہ پڑھ کر شرفِ تلمذ بھی حاصل کیا، جب اعلیٰ حضرت کا وصال ہوا تو آپ پندرہ سال کے تھے، خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ مل کر تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے۔ بعض کتب میں آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت لکھا گیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں، آپ مرید و تلمیذِ اعلیٰ حضرت ضرور ہیں مگر خلیفہ اعلیٰ حضرت نہیں، صاحبِ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال حاجی مرید احمد چشتی صاحب[52] نے خلفائے اعلیٰ حضرت پر کام کے دوران مفتی تقدس علی خان صاحب کو کئی مکتوب بھیجے، ان کی معلومات میں جو جو خلفائے اعلیٰ حضرت تھے ان کے نام مفتی صاحب کو روانہ کئے، اس فہرست میں آپ کا نام 100 نمبر میں تحریر تھا، آپ نے جن ناموں کے بارے میں فرمایا کہ مندرجہ ذیل افراد کو (اعلیٰ حضرت قبلہ سے) خلافت نہیں ملی، اس میں اپنا نام بھی شامل فرمایا۔[53] ☆حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب نے آپ کو خاندانِ قادریہ کے اوراد و وظائف کی اجازت دے کر خلافت سے نوازا۔ اپنے ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے ہوئے ”حدیثِ مصافحہ“ سنائی جو کہ سات واسطوں سے حضور سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک پہنچتی ہے، آپ کو حجۃ الاسلام سے کتنا قرب تھا، علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی صاحب[54] تحریر فرماتے ہیں: (مفتی صاحب) حضرت حجۃ الاسلام کے سفر و حضر میں ساتھی، معاملات میں امین، دینی اور دنیوی ذمہ داریوں میں شریک و معین رہے، آپ فرزند نسبتی (داماد) تھے، مگر زندگی بھر حقِ فرزندی ادا کرتے رہے۔ جامعہ منظر اسلام کے انتظام و انصرام میں اور سلسلہ حامدیہ رضویہ کی ترویج واشاعت میں آپ حضرت حجۃ الاسلام کے ماذون و مجاز اور خلیفۂ برحق تھے۔[55] مزید فرماتے ہیں: (فارغت کے بعد) اگرچہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دارالعلوم (منظر اسلام)، عرس قادری وغیرہ کا سارا اہتمام آپ سے متعلق تھا۔[56] حجۃ الاسلام کے علاوہ آپ کو قطب مدینہ، شیخ العرب والعجم مولانا ضیاء الدین احمد مدنی صاحب سے بھی خلافت حاصل ہے، قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کرتے: (مفتی تقدس علیٰ خان) سادہ لوح، بے تکلف، بس دین کی خدمت سے غرض رکھنے والے عالم ہیں۔[57] مفتیِ اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان[58] نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا، اسی محبت و عقیدت کی بناء پر مفتی تقدس علی رضوی صاحب نے مکاشفۃ القلوب مترجم کا انتساب مفتیِ اعظم کے نام کیا، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: مُعنون باسمِ گرامی، آقائے نعمت حضرت مفتیِ اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بریلی شریف، جن کی عمدہ تربیت و شفقت سے ہیچمدان فقیر اس درجہ پر فائز ہوا، فقیر تقدس علی خان بریلوی۔[59]

شادی واولاد

آپ کی شادی حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب کی بیٹی کنیز صغریٰ بیگم سے ہوئی، آپ کے چار بیٹے تھے: (1)مصدق علی خان (2)حاجی محمد اختر حامد خان [1364ھ تا1384ھ، بیس سال کی عمر میں وصال فرما گئے] (3)اعزاز ولی خان (4)منور علی خان (1365ھ تا1367ھ) اور چار بیٹیاں تھیں: (1) حلیمہ بی بی (1362ھ تا1364ھ) (2)کنیز ریحانہ (3)کنیز عذرہ (4) کنیز فاطمہ۔ تمام اولاد کا انتقال بچپن یا لڑکپن میں ہوا۔ آپ کی زوجہ محترمہ کا وصال 1388ھ / 1969ء کو کراچی میں ہوا، تدفین فردوس کالونی کراچی کے قبرستان میں اپنے بھائی مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں کی قبر کے پہلو میں ہوئی۔[60] اتنی صبر آزما زندگی کے باوجود آپ کے چہرے پر ہمیشہ تبسم دیکھا گیا، آپ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کی جاگتی تصویر و تفسیر تھے۔[61] حضرت مولانا حکیم مفتی قاری محبوب رضا خان صاحب[62] آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: (مفتی تقدس علی خان صاحب) صبر و قناعت اور توکل علی اللہ کا ایک ایسا نمونہ تھے کہ ان کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، بڑے سے بڑے غم کو ہنس کر برداشت کرتے تھے، ان کے چہرے پر ایک مخصوص تبسم جو ہر وقت رہتا تھا، محبت کا ایک نور تھا جو ہر وقت جھلکتا تھا اور غمزدہ دلوں کے لئے وجہِ تسکین تھا۔[63] شرفِ ملّت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب[64] تحریر فرماتے ہیں: باوجودیکہ بیوی، بچے، بھائی اور والد صاحب سب وصال فرما گئے اور آپ تنِ تنہا رہ گئے تھے، لیکن ہر وقت ہشاش بشاش رہتے، بلکہ ان کی خدمت میں حاضر ہونے والا غم و آلام کو بھول کر دل شاد اور خوش وقت ہو جاتا، چہرے پر وہ ملاحت اور دلکشی کہ صرف بچوں کے چہرے پر ہی دیکھی جاسکتی ہے۔ کوئی تکلیف ہوتی تو فرماتے: آبِ زم زم مل جائے تو مجھے افاقہ ہو جائے گا۔[65] آخری عمر میں آپ کئی بیماریوں میں مبتلا ہوئے، اس کے باوجود صابر وشاکر رہے چنانچہ ذیقعدہ 1395ھ / نومبر 1975ء میں آپ کو نمونیہ ہو گیا، صفر 1396ھ / فروری 1976ء میں آپ کو ضعیفِ نفس کا عارضہ ہوا، اوائل 1406ھ / نومبر 1981ء میں بہت بیمار ہو گئے اس لئے مفتی اعظم ہند کی وفات پر بریلی شریف نہ جاسکے، 1986ء / 1407ھ کے ایک مکتوب میں ہے: بلڈ پریشر اور شوگر کا مریض ہوں آنکھوں میں موتیا اتر رہا ہے، خدا کرم کرے۔[66]

بریلی شریف کا دورِ تدریس و نظامت

فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم منظر اسلام میں تدریس کا آغاز کیا جبکہ نائب مہتمم کے عہدے پر تو آپ زمانہ

طالبِ علمی میں ہی فائز ہوگئے تھے (67) مکاشفۃ القلوب مترجم میں ہے: جس طرح شیخ الحدیث کا نامِ نامی (تقدس علی خان) تاریخی ہے اسی طرح آپ کی شخصیت اورآپ کا کردار بھی تاریخی ہے، اعلیٰ حضرت سے فنِ نحو کی کتاب شرح جامی کا خطبہ پڑھنے کا فیضان تھا کہ دیگر مدارس کے منتہی طلبہ بھی آپ سے آخر شرح جامی یا اس کا خطبہ پڑھا کرتے تھے، حضرت کے اس درس کا مادہ استخراج ''تدریس تقدس علی'' 1348ھ استخراج کیا گیا ہے۔(68) آپ اپنے تدریس کے ابتدائی ایام کے بارے میں دوواقعات بیان فرمائے ہیں: (1) میں دیگر اساتذہ کے مقابلے میں جونیئر تھا مگر ہر کتاب کے لئے اچھی طرح تیاری کر کے پڑھانے بیٹھتا تھا، کلاس کے طلبہ کی تعداد 70 سے 80 ہوتی تھی، نظم وضبط مثالی تھا، طلبہ کاپیاں لے کر اہم باتیں نوٹ کرتے، ایک شخص نے ایک طالبِ علم کو میرے خلاف تیار کیا، وہ بے جا اور غلط سوالات کر کے مجھے پریشان کرنے کی کوشش کرتا، ایک دن حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب میرے درجے میں آکر بیٹھ گئے، اس طالب علم نے مجھ سے سوالات کئے، میں جوابات دیتا گیا، ایک سوال میں مَیں نے ٹوکا تو وہ مجھ سے بحث کرنے لگا، اس پر حجۃ الاسلام نے اس سے فرمایا کہ تمہارا تو سوال ہی درست نہیں ہے، اِس پر اُس نے معافی مانگی، وہ تین سال مدرسے میں رہا مگر کتاب پڑھنے کی صلاحیت نہ پاسکا، بالآخر مدرسہ چھوڑ کر چلا گیا۔(69) (2) ایک مرتبہ شرح تہذیب(70) کا ایک مقام سمجھ نہ آتا تھا، شرح دیکھی مگر ویسے کا ویسا رہا، طلبہ پڑھنے کے لئے آبیٹھے اور مطالعہ کی عبارت بھی پڑھ لی، اس وقت میں نے اپنے استاذ کا تصور کر کے مدد چاہی، پھر پڑھانا شروع کیا، آخر مَیں نے دیکھا کہ سبق بالکل صحیح پڑھا چکا تھا۔(71) تدریس کا یہ سلسلہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب کی وفات (17 جمادی الاولیٰ 1362ھ /22 مئی 1943ء) تک جاری رہا پھر آپ منظر اسلام کے تیسرے مہتمم اور ناظم ہوگئے۔(72) اس دور میں ہونے والے اعلیٰ حضرت اور حجۃ الاسلام کے اعراس اور مشاہروں کا اہتمام کرنا بھی آپ کے ذمے ہوتا تھا۔(73) نظامت کے دوران تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ تقریباً پچیس سال پر محیط یہ دورِ تدریس و نظامت غالباً محرم الحرام 1371ھ / اکتوبر 1951ء کو فیملی سمیت آپ کے پاکستان ہجرت فرمانے پر اختتام پذیر ہوا۔(74) آپ کے دورِ نظامت کے بارے میں مفتی یورپ مفتی عبدالواجد نیّر قادری صاحب(75) تحریر فرماتے ہیں: آپ کے (9 سالہ) دورِ نظامت میں مدرسہ کے اندر (تعمیراتی طور پر) کوئی قابلِ ذکر اضافہ تو نہیں ہوا البتہ آپ نے نہایت حوصلہ مندی اور جرأت کے ساتھ مدرسہ کو اس معیار سے گرنے نہیں دیا۔ آپ نے حسبِ سابق اہتمام کے علاوہ درس وتدریس کا شغل جاری رکھا، آپ کے دورِ

نظامت میں دارالعلوم کی آمدنی نسبتاً محدود ہوتی گئی، جس کا اثر اگرچہ دارالعلوم کے اخراجات پر پڑا اور بعض مدرسین مستعفی ہوئے پھر بھی دارالعلوم اپنی پرانی آن بان اور شان کے ساتھ چلتا رہا۔[76]

بریلی شریف کے دورِ تدریس میں تلامذہ

بریلی شریف کے دورِ تدریس میں جن علمائے کرام نے آپ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا، ان میں سے چند یہ ہیں: (1) محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی قادری[77] (2) مولانا ابرہیم خوشتر قادری[78] (3) مفتی رجب علی نانپوری رضوی[79] (4) مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی[80] (5) مفتی اعجاز ولی خان رضوی[81] (6) رئیس التحریر علامہ ارشد القادری[82] (7) مصنفِ کتبِ کثیرہ علامہ عبدالمصطفی اعظمی[83] (8) مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری[84] (9) بلبلِ سندھ مولانا قاضی دوست محمد صدیقی[85] (10) مفتی عبدالحمید قادری نواب شاہ۔[86]

حیدرآباد دکن اور الہ آباد میں خدمات

بریلی شریف کے پچیس سالہ دورِ تدریس کے دوران آپ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن[87] اور الہٰ آباد یونیورسٹی کے ممتحن بھی رہے اور الہ آباد یونیورسٹی میں آپ نے علوم شرقیہ[88] کے امتحانات کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے باقاعدہ امتحانات کا سلسلہ شروع کیا تو اگلے سال مختلف مدارس کے تین ہزار طلبہ امتحان دینے حیدرآباد دکن آئے، جمعہ کا دن تھا، نماز جمعہ کے لئے ایک بڑے باغ میں اہتمام کیا گیا، حاکمِ وقت (نظام حیدرآباد دکن، نواب میر) عثمان علی خان[89] وہاں آئے، لوگوں کی بھیڑ دیکھ کر پوچھا کہ خلافِ معمول بھیڑ کیوں ہے؟ بتایا گیا طلبہ امتحان دینے آئے ہیں، پوچھا کہاں ٹھہرے ہیں؟ بتایا گیا مختلف مقامات پر، (یہ سن کر) نظامِ دکن نے اس وقت ایک یونیورسٹی اور ہاسٹل کی تعمیر کا حکم دیا۔ اسطرح حیدرآباد دکن یونیورسٹی وجود میں آئی۔[90] حیدرآباد دکن کے علما سے مفتی تقدس علی خان صاحب کا گہرا تعلق رہا جس کی تائید آپ کے مکتوبات سے ہوتی ہے جیساکہ آپ تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت قبلہ کو جناب محمد عمر صاحب قادری حیدرآبادی[91] سے تعلق تھا، جو بادشاہ حسینی قادری کے والد تھے جو کہ مکہ مسجد حیدرآباد میں سرکاری خطیب تھے، ویسے وہاں مشائخ میں وحید پاشا حسینی[92] اور مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی[93] (اعلیٰ حضرت سے) بہت متاثر تھے، (اسی طرح) مفتی محمد رحیم الدین صاحب[94] (شیخ الاسلام، امام) مولانا (محمد) انوار اللہ (فاروقی) صاحب[95] کے شاگرد تھے، اعلیٰ حضرت قبلہ سے بہت متاثر تھے،

انھوں نے اعلیٰ حضرت کی کتب کی اشاعت کی بہت کوشش کی، مگر سقوطِ حیدر آباد کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکے۔[96]

پاکستان میں ہجرت اور کراچی میں گزارے گئے ایام

مفتی تقدس علی خان صاحب نے خاندانی و ملکی حالات کی وجہ سے تخمیناً محرم الحرام 1371ھ / اکتوبر 1951ء کو فیملی سمیت پاکستان ہجرت فرمائی اور دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی[97] رہائش پذیر ہوئے،[98] اس دوران مختصر مدت کے لئے مختلف مضامین کی کتابوں کی تیاری سے متعلق کمیٹی میں خدمت سرانجام دی،[99] ان دِنوں آپ کی ملاقات اپنے پرانے دوست مفتی اعظم سندھ مفتی محمد صاحبداد خان جمالی صاحب[100] سے ہوئی جو اس زمانے میں سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی[101] میں شیخ الفقہ اوراسلامیات کے استاذ کے عہدے پر کام کررہے تھے، مفتی جمالی صاحب نے آپ کو بتایا کہ سندھ کا ایک عظیم خاندان پیرپگارا تحریک آزادی میں مجاہدانہ اور گوریلا سرگرمیوں کے پاداش میں فرنگیوں کے ستم کا خصوصی نشانہ بنا ہے، اِن کے لاکھوں مریدین سفاکانہ طور پر شہید کردیئے گئے، ان کی درگاہ، حویلیوں اور فصلوں کو بموں کے ذریعے مسمار کردیا گیا ہے، مجاہدِ اعظم شہید آزادی حضرت سیّد صبغۃ اللہ شاہ راشدی ثانی، سوریہ بادشاہ[102] کو شہید کرکے ان کی میّت کو نامعلوم مقام پر دفن کیا گیا ہے اوران کے دوصاحبزادوں (سید سکندر علی مردان شاہ اور سید نادر علی شاہ) کو جلاوطن کرکے دیارِ غیر (لندن) میں رکھا گیا ہے، اب جب کہ پاکستان بن چکا ہے اور پیرانِ پگارا کی گدی بحال ہونے والی ہے، اس لئے میرا مشورہ اور تاکیدی گزارش ہے کہ آپ مع اہل وعیال پیرجو گوٹھ[103] چلے جائیں کیونکہ اس وقت آپ جیسی باعلم، پُرعزم اور تجربہ کار شخصیت کی وہاں پر اشد ضرورت ہے۔ یہ سن کر مفتی تقدس علی خان صاحب نے پیرجو گوٹھ میں رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔[104]

پیرجو گوٹھ میں قیام اور تدریس کا آغاز

مفتی تقدس علی خان صاحب نے تخمیناً ربیع الاخر 1371ھ / جنوری 1952ء کو اپنی فیملی کے ساتھ پیرجو گوٹھ کا سفر کیا اور وہاں مقیم ہوگئے، یہاں آتے ہی حکیم فقیر اللہ جتوئی اور حاجی صالح علی میمن کے تعاون سے شہر میں مدرسہ قادریہ قائم فرمایا، شہر کے چھوٹے بڑے لوگ اس میں علم دین حاصل کرنے لگے۔ کچھ ہی دنوں بعد رئیس الافاضل حضرت مولانا محمد صالح مہر قادری[105] اور دیگر حضرات کی کوششوں سے پیر صاحب پگارا کی گدی بحال ہوئی۔[106] 8جمادی الاولیٰ 1371ھ /4فروری 1952ء کو حر جماعت کے خلفا نے پیر سید سکندر علی مردان شاہ ثانی چھٹ دھنی

کی بطور پیر پگارا ہفتم تاج پوشی کی، یوں آپ حروں کے ساتویں روحانی پیشوا قرار پائے۔[107] 10 شعبان 1371ھ / 5 مئی 1952ء کو درگاہ قادریہ راشدیہ پیر جو گوٹھ میں جامعہ راشدیہ کا افتتاح ہوا۔[108] مفتی تقدس علی خان صاحب نے مولانا محمد صالح مہر قادری صاحب کے اصرار اور احباب کے فیصلے سے مدرسہ قادریہ کو جامعہ راشدیہ میں منتقل کردیا۔[109] جامعہ راشدیہ میں طلبہ کی تعداد بڑھنے لگی تو مفتی تقدس علی خان صاحب کی معاونت کے لئے مولانا عبد الصمد میتلو صاحب[110] کو لاڑکانہ سے بلایا گیا، اساتذہ کرام کی مزید کمی پوری کرنے کے لئے مفتی تقدس علی خان صاحب کی کوشش سے مفتی اعظم سندھ مفتی صاحبداد خان جمالی صاحب کا بطور مدرس تقرر ہوا، مفتی تقدس علی خان صاحب فرماتے ہیں: محترم مفتی (صاحبداد خان جمالی) صاحب کے مشورے سے مَیں جامعہ راشدیہ آیا اور میرے مشورے سے مفتی صاحب کو جامعہ راشدیہ لایا گیا۔[111] ان حضرت کی کوششوں سے جامعہ راشدیہ ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔[112] مفتی تقدس علی خان صاحب کو شیخ الجامعہ بنایا گیا، یہاں آپ نے 37 سال تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور ایک عالَم کو علم دین سے سیراب فرمایا۔[113]

پیر جو گوٹھ کے دورِ تدریس میں تلامذہ

مفتی تقدس علی خان صاحب جامعہ راشدیہ کی نشاۃ ثانیہ (9 شعبان 1371ھ / 4 مئی 1952ء) سے لے کر اپنی وفات (3 رجب 1408ھ / 21 فروری 1988ء) تک یہاں تدریس میں مصروف رہے، کم وبیش 37 سالوں میں سینکڑوں علما نے آپ سے درسِ نظامی پڑھنے کی سعادت حاصل کی، یہ علما مختلف مساجد میں امامت وخطابت، مدارس بالخصوص جامعہ راشدیہ کی مختلف شاخوں میں تدریس کرکے دین متین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کے اس دور کے مشہور تلامذہ یہ ہیں: (1) سلطان الواعظین مفتی عبد الرحیم سکندری شاہ پور چاکر[114] (2) شیخ الحدیث مفتی محمد رحیم کھوسہ سکندری مہتمم جامعہ راشدیہ[115] (3) رأس الافاضل مولانا محمد صالح قادری جامعہ راشدیہ[116] (4) مفتی در محمد سکندری سانگھڑ[117] (5) مولانا سید غوث محمد شاہ جیلانی دوڑ ضلع نواب شاہ[118] (6) استاذ العلماء مفتی غلام قادر سکندری جامعہ راشدیہ (7) استاذ العلماء مولانا صوفی علی شیر سکندری تلو بھانڈو (8) شارحِ بخاری مولانا عبد الرزاق سکندری سانگھڑ (9) مناظرِ اسلام مولانا محمد قاسم مصطفائی میرپور ماتھیلو۔[119]

مفتی تقدس علی علیہ الرحمہ اور پیر پگارا صاحب کا آپسی تعلق

1371ھ / 1952ء میں مفتی تقدس علی خان صاحب کو پیر پگارا صاحب کا اتالیق اور استاذ مقرر کیا گیا، اس لئے آپ پیر جو گوٹھ میں ''استاذ سائیں'' کے لقب سے مشہور تھے۔[120] آپ نے پیر صاحب کی ان کے مزاج کے مطابق حکمت و دانائی سے تربیت فرمائی، آپ کی کوششوں سے پیر صاحب کے اسلامی عقیدے میں مضبوطی آئی، پیر صاحب نے آپ کی حکمت عملی کی برکت سے داڑھی بھی رکھ لی، جب مفتی صاحب اور پیر صاحب کے باہمی تعلقات میں اضافہ ہوتا گیا تو پیر صاحب نے مفتی صاحب سے عہد لیا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔[121] مفتی صاحب نے یہ عہد زندگی بھر نبھایا، آپ کو کراچی اور دیگر مقامات سے اپنے پاس آنے کی پُرکشش دعوتیں بھی آئیں لیکن آپ نے منع فرمادیا اور اپنی زندگی اس آستانے اور جامعہ راشدیہ کے استحکام کے لئے وقف کردی۔ پیر پگارا آپ کی بات کو اہمیت دیتے، دینی رہنمائی لیتے، ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات پوچھتے اور آپ حکمت بھرے جوابات دیتے، ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے: پیر پگارا صاحب کے پاس ہر طبقہ ہائے زندگی کے لوگ آتے تھے، ایک مرتبہ لوگوں میں سے ایک شخص نے اس طرح گفتگو کی جیسے وہ اپنے آپ کو اللہ کا ولی ہونے کا تاثر دے رہا تھا، وہاں مفتی صاحب بھی تشریف فرما تھے، پیر صاحب نے آپ سے پوچھا کہ کیا یہ شخص ولی ہے یا نہیں؟ مفتی صاحب نے فی الفور جواب دیا کہ پیر صاحب! مجھ سمیت جو بھی آپ کے پاس آتا ہے وہ ولی نہیں ہے، ولی وہ ہے جس کے پاس آپ جائیں۔ آپ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ جو صاحبِ غرض ہو کر آپ کے پاس آئے وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے؟ اسطرح پیر صاحب آپ سے گاہے بگاہے استفادہ کرتے رہتے تھے، پیر صاحب نے ایک مرتبہ (غالباً شکریہ ادا کرنے کے انداز میں) آپ سے کہا: مفتی صاحب! آپ ایک پیر کی تعلیم کا اہتمام کر کے ہزاروں لاکھوں لوگوں کی تعلیم سے فارغ ہو سکتے ہیں۔ چونکہ مفتی صاحب پیر صاحب کے بہت قریب تھے، اس لئے جن لوگوں کو پیر صاحب سے کوئی حاجت ہوتی یا جامعہ راشدیہ کے اساتذہ نے پیر صاحب سے بات کرنا ہوتی، کسی مسئلے کو حل کروانا ہوتا تو وہ آپ سے کہتے، مفتی صاحب پیر صاحب کے مزاج شناس تھے، جب آپ پیر صاحب کے پاس جاتے تو پہلے دلچسپ باتیں کرتے، جب دیکھتے کہ پیر صاحب کا موڈ اچھا ہو گیا ہے تو آپ لوگوں کی حاجات پیر صاحب سے بیان کرتے، پیر صاحب فوراً مان جاتے اور اپنے متعلقہ ذمہ داران کو ان حاجات کو پورا کرنے کا حکم دے دیتے۔ اسی وجہ سے جامعہ راشدیہ کے اساتذہ آپ کو ''حل المشکلات'' کہتے تھے۔[122]

مفتی تقدس علی خان اور حر جماعت

پیرانِ پگارا کے مریدوں پر مشتمل حُر جماعت ہے جو بارہ چونکیوں پر مشتمل ہے ہر چونکی کا نگران خلیفہ ہوتا ہے جسے مکھ کہا جاتا ہے۔ حر جماعت کی سترہ رکنی کونسل (مرکزی مجلس شوریٰ) ہے جس کے سولہ مُکھ یعنی خلیفے ہیں اور ایک چیف خلیفہ ہیں۔ کونسل جو فیصلہ کرتی ہے وہ حتمی تصور کیا جاتا ہے، پیر کا انتخاب بھی یہی کونسل کرتی ہے، اب بھی پیر پیر پگارا کے خلفاء اور درگاہ کی فیصلہ کمیٹی حُروں کے معاملات نمٹاتی اور فیصلوں پر عمل درآمد یقینی بناتی ہے، مفتی تقدس علی خان صاحب کے حر جماعت، کونسل اور درگاہ کی فیصلہ کمیٹی سے خوشگوار تعلقات تھے، یہ لوگ مفتی صاحب کی بہت عزت کرتے اور ان کی کہی ہوئی بات کو رد نہیں کرتے تھے، اس کی تائید مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد جمالی صاحب کے ایک مکتوب سے بھی ہوتی ہے جس میں انھوں نے مفتی تقدس علی خان کو لکھا کہ کونسل اور درگاہ کی فیصلہ کمیٹی سے فرمادیں کہ وہ جامعہ راشدیہ کے مہتمم، جامع مسجد درگاہ شریف کے امام اور حر جماعت کے شرعی فیصلہ جات کے اعزازی ذمہ دار مولانا محمد صالح مہر قادری صاحب کی تنخواہ بڑھائیں کہ وہ کثیر العیال ہیں اور شرم و مصالح وقت کی وجہ سے وہ خود تقاضا نہیں کررہے ہیں۔ (123)

پیر جو گوٹھ میں دیگر خدمات

مفتی تقدس علی خان صاحب نے پیر جو گوٹھ کی مدینہ مسجد عید گاہ میں پچیس سال تک امامت وخطابت فرمائی، اس کے بعد آپ نے اپنی جیب خاص سے پیر جو گوٹھ بازار میں جگہ خرید کر جامع مسجد رضا تعمیر کروائی، مسجد کے ساتھ دکانیں بھی تعمیر کروائیں تاکہ ان کے کرائے سے مسجد کا خرچ چلتا رہے۔ مسجد کی تعمیر کے بعد پھر عمر بھر اسی میں امامت وخطابت کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔ اب بھی یہ مسجد موجود ہے اور اس کی تعمیر جدید ہوئی ہے۔ (124)

خاندانی وقار اور استغنا

مفتی تقدس علی خان صاحب میں خاندانی وقار، شرافت، عزتِ نفس اور دنیاوی مال و دولت سے استغنا بدرجہ اتم موجود تھا ☆ جامعہ راشدیہ میں دیگر اساتذہ کے مشاہرے آپ کے مشورے سے طے ہوتے تھے مگر آپ نے کبھی بھی اپنے مشاہرے میں صراحتاً یا اشارۃً اضافے کا مطالبہ نہ فرمایا۔ ☆ پیر صاحب کی جانب سے آپ کو قیمتی تحائف آتے مگر آپ فرمایا کرتے کہ میں فقیر آدمی ہوں مجھے ان تحائف کی ضرورت نہیں۔ ☆ ایک دفعہ پیر صاحب نے ایک بھینس بطورِ تحفہ بھجوائی، آپ نے فرمایا کہ میں بھینس رکھ کر کیا کرونگا، پھر یہ کہتے ہوئے پیر صاحب کو واپس کردی کہ آپ نے مجھے

بھینس عنایت فرمائی، میں نے قبول کرلی، اب اسے واپس لے لیجئے۔☆ جامعہ کی طرف سے ایک سیر (تقریبا ایک لیٹر) دودھ آتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے اتنا دودھ ہمارے گھر کے لئے کافی ہے مزید کی حاجت نہیں، زندگی بھر ایک سیر دودھ لینے کا ہی سلسلہ جاری رہا۔(125)

لوگوں سے گھل مل کر رہنے والی شخصیت

مفتی تقدس علی خان صاحب ایک صاحبِ حیثیت علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے، علم و تقویٰ کے کوہِ گراں تھے، ہزاروں لوگ آپ کے شاگرد، مرید اور مُحِبّ تھے، اس کے باوجود آپ عام لوگوں میں گھل مل کر رہتے تھے، آپ کی دینی عظمت اور علمیت کو فقیرانہ انداز نے ڈھانپ رکھا تھا، لوگ آپ کے پاس آتے، آپ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق گفتگو فرماتے، چھوٹوں پر نہایت شفقت کرتے تھے، آپ نے مخاطب کو کبھی اپنے بڑا ہونے کا احساس نہیں ہونے دیا، آپ پیر جو گوٹھ کے لوگوں سے محبت کرتے اور لوگ بھی آپ کے گرویدہ تھے، مفتی صاحب ان کے دُکھ درد میں شریک ہوتے، جو لوگ آپ کے گھر تعویذات اور روحانی علاج کے لئے آتے، آپ ان کی ہر طرح دلجوئی فرماتے، آپ لوگوں کی مالی مدد بھی کردیا کرتے تھے، پیر جو گوٹھ میں آپ کے مرید بھی تھے، آپ نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد مجھے پیر جو گوٹھ میں ہی دفن کیا جائے، مجھے یہاں سے جدائی گوارا نہیں۔ مفتی صاحب کی محفل کی کشش اور روحانیت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حاضری دینے والا ہمیشہ متمنی رہتا کہ زیادہ سے زیادہ آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھائے، جامعہ راشدیہ کے اساتذہ اگرچہ دورانِ تدریس آپ کے ساتھ چار پانچ گھنٹے گزار چکے ہوتے تھے لیکن اس کے باوجود شام کو آپ کے پاس پہنچ جاتے اور آپس میں بات چیت ہوتی، آپ جس محفل میں ہوتے جانِ محفل ہوتے، اعلام و اسماء میں نئے نئے معنیٰ پیدا کرنا، علمی معنویت کے ساتھ مزاح کا رنگ پیدا کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔(126)

تحمل مزاج اور بلندی ہمتی کے واقعات

مفتی صاحب تحمل مزاج اور عالی ہمت تھے، کسی کی طرف سے تکلیف پہنچ جاتی، طبیعت کے خلاف کوئی کام یا بات ہو جاتی تو برداشت کرلیتے، چند واقعات ملاحظہ کیجئے:

(1)ایک مرتبہ آپ ایک شادی میں شریک تھے، مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے اہل خانہ مہمانوں کو کھانا کھلانے میں تاخیر کا شکار ہوگئے، سہ پہر تین بجے تک کھانا نہ کھلایا جاسکا، لیکن مفتی صاحب نے میزبانوں کو کچھ نہ کہا بلکہ مجلسِ علما میں خوش طبعی کر کے سب کے دل خوش کرتے رہے۔[127]

(2)ایک مرتبہ جب آپ پیر جو گوٹھ سے کراچی تشریف لائے ہوئے تھے، آپ کے ایک عزیز محمد حنیف والا (ایڈوکیٹ) کی والدہ کے گھر آپ کی دعوت تھی، مکان چوتھی منزل پر تھا، سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے آپ کی سانس اُکھڑ گئی، آپ جلال میں نہ آئے بلکہ مسکرا کر فرمایا۔"یہ دعوت ہے یا عداوت"۔[128]

(3)رمضان 1407ھ / مئی 1987ء میں آپ بیمار ہوگئے، کراچی میں ہی آپ کا ہرنیا کا آپریشن ہوا، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے ذمہ داران آپ کی عیادت کے لئے ہسپتال گئے، آپ کو آگاہ کیا کہ الحمدللہ ادارے کے دفتر کے لوازمات پورے ہوچکے ہیں، آپ ادارے کے سرپرستِ اعلیٰ ہیں، دفتر کا افتتاح آپ ہی فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ ہسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد مجھے لے جایئے گا، دودن کے بعد آپ کو ڈسچارج کردیا گیا، ڈاکٹر پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب[129] اور مولانا حاجی شفیع محمد قادری حامدی صاحب[130] گاڑی لے کر پہنچے، مفتی صاحب ان کے ساتھ پرنس روڈ پر واقع آفس تشریف لے آئے، دفتر چونکہ پرنشیمن بلڈنگ (اسٹریچن روڈ بالمقابل سندھ مسلم آرٹس کالج) کے تیسرے فلور پر تھا، لفٹ بھی نہیں تھی اس لئے ذمہ داران نے ایک کرسی کا انتظام کیا ہوا تھا تاکہ تین چار آدمی مل کر مفتی صاحب کو اٹھا کر دفتر تک پہنچادیں گے، اسی لئے مفتی صاحب سے کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا مگر مفتی صاحب نے کہا کہ میں سڑھیوں پر چڑھ جاؤں گا، احباب نے عرض کیا حضور آپ کا ہرنیئے کا آپریشن ہوا ہے، زخم کچا ہے، سڑھیاں چڑھنے سے تکلیف میں کہیں اضافہ نہ ہوجائے، آپ مسکرائے اور فرمایا کہ میں چڑھ جاؤں گا، مزید فرمایا کہ دفتر بھی تو اعلیٰ حضرت کا ہے، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب نے کچھ پڑھا، ہاتھ پیچھے باندھ لئے اور سڑھیاں چڑھنے لگے، دیکھتے ہی دیکھتے آپ تیسرے فلور پر پہنچ گئے، کمال یہ تھا کہ نہ سانس پھولی، نہ تھکاوٹ کا اظہار کیا اور زخم میں تکلیف کی بھی کوئی شکایت نہ کی، آپ نے دفتر کا افتتاح فرمایا، دعا دی، آپ کے رفقا آپ کی ہمت پر حیران بھی ہوئے اور آئندہ کے لئے انہیں کام کا حوصلہ بھی ملا، ادارہ ترقی کے زینے پڑھتا گیا، الحمدللہ برسوں سے یہ انٹرنیشنل سطح پر شہرت حاصل کرچکا ہے۔[131]

(4)ڈاکٹر پروفیسر مولانا مسعود احمد مجددی صاحب[132] تحریر فرماتے ہیں: حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان رحمہ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات کی تقریب یہ ہوئی کہ 1973ء کے لگ بھگ فقیر کو امام احمد رضا رحمہ اللہ علیہ کے آثارِ علمیہ پر مشتمل حضرت علامہ محمد ظفر الدین بہاری۔[133] رحمہ اللہ علیہ کی تالیف "المجمل المعددلِتالیفات المجدد"[134] کی سخت ضرورت تھی، معلوم ہوا کہ ایک مطبوعہ پرانا نسخہ حضرت علامہ صاحب کے پاس ہے۔ فقیر نے خط لکھا، چند روز کے بعد غریب خانے پر ایک سادہ لباس بزرگ تشریف لائے، ایک گھنٹے مکان تلاش کرتے رہے، پسینہ پسینہ ہوگئے، ان بزرگ نے جب اپنا تعارف کروایا تو معلوم ہوا کہ یہی بزرگ حضرت علامہ تقدس علی خان تھے، فقیر نادم و شرمسار ہوا کہ حضرت علامہ کتاب لے کر خود غریب خانے پر تشریف لائے اور فقیر کو سرفراز فرمایا، یہ تھی ان کی بے مثال شفقت اور علم پروری۔[135]

(5)شرفِ ملّت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں: راولپنڈی میں ایک ملاقات کے موقع پر (مفتی تقدس علی خان صاحب) نے فرمایا، ہمارا خیال تھا کہ المحجتہ المؤتمنہ[136] اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تصنیف ہے، لیکن ردِّ مرزائیت میں اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ الجراز الدّیانی[137] دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ وہ آخری رسالہ ہے، لیکن افسوس کہ میں مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ لا نہیں سکا، پھر بریلی شریف تشریف لے گئے اور واپسی پر وہ رسالہ راقم کو دے گئے اور فرمایا کہ صرف یہ رسالہ حاصل کرنے کے لئے مجھے پیلی بھیت جانا پڑا، ایسے عظیم انسان اور سراپا شفقت و محبت پھر کہاں ملیں گے۔

(6)بلند ہمت اتنے تھے کہ کبر سنی (طویل عمری) کے باوجود کئی طویل سفر اکیلے کرلیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ فرشتے میرے ساتھ چلا کرتے ہیں۔[138]

(7)مفتی صاحب کے آخری سفر مکہ و مدینہ اور سفر بغداد (ربیع الاول، ربیع الاخر 1408ھ / نومبر 1987ء) سے پانچ چھ ماہ قبل آپ کا غدود کا آپریشن ہوا، سفر میں غدود کی تکلیف تو نہ ہوئی مگر آپ کمزوری محسوس فرماتے تھے، مگر آپ کی عالی ہمتی کہ کبھی یہ نہ فرمایا کہ میں تھک گیا ہوں، رفیقِ سفر جس مزار کی حاضری کا کہتے، آپ تیار ہوجاتے۔[139]

مفتی صاحب کا حلیہ اور کچھ عادات

آپ ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے، کئی خوبیوں کے جامع تھے، قاری محبوب رضا خان صاحب نے چند سطروں میں آپ

کا تعارف کچھ یوں بیان کیا ہے: دہرے بدن کا چھوٹا قد، گھنی داڑھی، بڑا سر، گول گردن، جلدی جلدی معصومانہ انداز میں گفتگو فرماتے، مسکراتا ہوا چہرہ، گندمی رنگ، نیچی نظریں، نہایت ذہین، روشن آنکھیں، قوی الحافظہ، متین، حلیم الطبع، چھوٹوں پر شفیق، دوستوں کے رفیق، بزرگوں کی خدمت میں نہایت متواضع، منکسر المزاج، اخلاقِ مجسم، دوستوں کی محفل میں بذلہ سنج، عادتاً مرنجامرنج، پُروقار، بُردبار، سادہ لوح، عفوودرگزر کے عادی، بہترین انسان، ان کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، میں نے ایک مرتبہ اُن کی بذلہ سنجی سے متاثر ہوکر عرض کیا۔ تو بھولنے کی چیز نہیں ہے یہ یادرکھ!

دل سے ترا خیال بھلایا نہ جائے گا

مسکرا کر فرمانے لگے، آپ دوستوں سے یہی اُمید ہے، مسلک (اعلیٰ حضرت) میں نہایت پختہ، اورادووظائف کے شاغل، نہایت متبع سنت، حجۃ الاسلام حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے نہایت معتمد علیہ، منظر اسلام کے مشہور مہتمم، نہایت عمدہ منتظم، بزرگوں کی یادگار، سراپا عجزوانکساری، غریب نواز وغمگسار، نہایت ملنسار، یاروں کے یار، عقل تیز طرار، نرم گفتار، پختہ کردار، میدان تدریس کے شہسوار، حضرت سادگی کا مجسمہ تھے۔(140)

علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب (141) تحریر فرماتے ہیں: بظاہر ان کا قد چھوٹا تھا لیکن قد آور شخصیت تھی کہ بڑے بڑے سروقد اِن کے سامنے سرنیاز خم کردیتے تھے، علم وفضل، زہدوتقویٰ اور خوش خلقی، ملنساری، سادہ مزاج اور سادگی پسند جیسی صفات عالیہ سے ان کی زندگی مزین تھی۔(142) مفتی صاحب بہت نرم مزاج مگر دوربین عالم ومفتی تھے، آپ فتویٰ نویسی میں حتی الامکان احتیاط برتتے اور کبھی جلدبازی نہ کرتے۔(143)

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: آپ کے فضائل وخصائل کیا بیان کیے جائیں، آپ بلند پایۂ مفسر، محدث اور فقیہ تھے، شہرت وناموری اور صلہ وستائش سے بے نیاز، دین کی خدمت میں سرشار، سادہ گفتار، سادہ لباس، شگفتہ مزاج، سراپا شفقت وکرم، علم دوست، محبت نواز، بے نفس، بے تکلف، سراپا اخلاص، مرنجاں مرنج، صاف دل، صاف گو، کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے؟ وہ صفاتِ حسنہ کا ایک حسین گلدستہ تھے، ان کی صحبت میں بیٹھنے والا کبھی نہ اکتاتا، خوش رہتے اور خوش رکھتے، مصائب کو خندہ پیشانی سے سنہا کوئی اُن سے سیکھے۔(144)

آپ کا لباس بھی سادہ ہوتا تھا، محقق ومصنف سید محمد عبداللہ قادری (واہ کینٹ، ضلع راولپنڈی)(145) تحریر فرماتے ہیں: راقم السطور کو بھی حضرت مفتی تقدس علی خان قادری رحمہ اللہ علیہ کی زیارت وملاقات کا شرف نصیب ہوا، ایک بار جامعہ

نظامیہ (رضویہ) اندرون لوہاری دروازہ لاہور[146] میں حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کے ہاں ملاقات ہوئی تھی، مکتبہ قادریہ[147] کے کمرہ بر آمدہ میں مفتی صاحب چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، وہیں سلام ودعاہوئی آپ نے خانوں والی دھوتی اور ململ کا کرتا پہنا ہوا تھا، درمیانہ قد چہرے پر موزوں داڑھی گندمی گوں رنگ۔[148]

تصنیف وتالیف

مفتی تقدس علی خان صاحب کی زیادہ توجہ درس وتدریس کی جانب تھی اس کے باوجود آپ نے تصوف کی اہم کتاب مکاشفۃ القلوب[149] کا بامحاورہ اور سہل ترجمہ کیا، جسے دعوتِ اسلامی کے ادارۂ تصنیف وتالیف المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کراچی نے تخریج اور حواشی کے ساتھ جمادی الاخریٰ 1436ھ / اپریل 2015ء کو خوبصورت انداز، بہترین کاغذ اوراعلیٰ میعار کی پرنٹنگ کے ساتھ شائع کیا ہے، اس اشاعت کی قبولیت عامہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2015ء سے اب تک چار ایڈیشنز میں سترہ ہزار (17000) کی تعداد میں پرنٹ ہوچکی ہے، دیگر کئی مطابع نے بھی اسے شائع کیا ہے۔ مفتی صاحب نے کچھ کتابوں پر تقاریظ وتصدیقات تحریر فرمائیں۔ آپ کی بعض تصانیف ہندوستان میں رہ گئیں یا ضائع ہو گئیں۔

تحریکوں میں حصہ

مفتی تقدس علی خان دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ دردِ امت سے مالامال تھے، جب بھی کسی اہم تحریک کا آغاز ہوا، مفتی صاحب نے اس میں اپنا حصہ ضرور شامل کیا☆ تحریک پاکستان کے سلسلے میں اہل سنت کی اہم جماعت آل انڈیا سُنّی کانفرنس[150] نے ہند بھر میں اپنے اجلاسات کا آغاز کیا، مفتی صاحب بھی ان میں شریک ہوتے تھے، مثلا مرادآباد میں 19، 20 شعبان 1358ھ / 3، 4، اکتوبر 1939ء کو ہونے والی کانفرس میں آپ شریک ہوئے، اس میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب اور خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ پیر سید فتح علی شاہ نقوی قادری صاحب[151] نے دوقومی نظریہ کی اہمیت وافادیت پر بیانات فرمائے۔[152] اسی کانفرنس میں آپ کی ملاقات مفتی اعظم سندھ مفتی صاحبداد خان جمالی صاحب سے ہوئی تھی۔

☆ آل انڈیا کانفرنس کا عدیم النظیر اجلاس جمادی الاولیٰ 1365ھ / اپریل 1946ء کو اترپردیش کے شہر بنارس میں ہوا جس میں تقریباً پانچ سو مشائخ عظام، سات ہزار علمائے اعلام اور دو لاکھ سے زائد سنی عوام نے شرکت کی،[153] اس

اجلاس میں مفتی تقدس علی خان صاحب بھی اپنے رفقا کے ساتھ بھرپور انداز میں شریک ہوئے،اس میں پاکستان کے حق میں ایک تاریخ فتویٰ بعنوان''آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء ومشائخین کا متفقہ فیصلہ''شائع ہوا۔ اس میں مفتی صاحب کانام گیارہویں نمبر پر یوں درج ہے ☆(مولانا)تقدس علی خاں رضوی مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی۔[154]

وہ علمائے کرام جنہوں نے آل انڈیا کانفرنس میں شامل ہو کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ ان کی فہرست مفسرِ قرآن علامہ محمد جلال الدین قادری صاحب[155] نے مرتب کی، ساتھ حوالہ بھی نقل فرمایا،اس میں مفتی تقدس علی خان صاحب کا نام دبدبہ سکندری[156] 29 مارچ 1946ء کے حوالے سے درج کیا۔[157]

☆بریلی شریف اور مضافات میں تحریکی پروگرام ہوتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے بریلی شریف میں پاکستان کے حق میں جلوس بھی نکالا۔[158] اس تاریخی واقعہ کو مفتی صاحب نے اپنے ایک خط میں یوں تحریر فرمایاہے:حضرت مفتی اعظم ہند (مفتی محمد مصطفی رضا خان) قدس سرہ العزیز غالباً 1946ء کے الیکشن میں جس میں کانگریس اور مسلم لیگ کا سخت مقابلہ تھا اور یہ فیصلہ ہونا تھا کہ پاکستان بنے یا نہیں؟ اس میں اول ووٹ حضرت کا ہوا، امیدوار عزیز احمد خان ایڈووکیٹ تھے، عزیز احمد خان مسلم لیگ کی طرف سے تھے اور ووٹ ڈالنے کے بعد حضرت کو جلوس کی شکل میں مسلم لیگ کے رضا کار''مفتی اعظم پاکستان''کے نعروں کے ساتھ آستانہ شریف پر واپس لائے''۔[159]

☆پاکستان آنے کے بعد تحریک ختم نبوت میں علمائے اہل سنت کے شابہ بشانہ کام کیا☆ 8،9ربیع الاخر1390ھ/13، 14جون 1970ء کوسنی کانفرنس ٹوبہ دارالسلام(پنجاب)میں مفتی صاحب نے پیر صاحب پگارہ کی نمائندگی کی اور ان کاپیغام پڑھ کرسنایا☆کل پاکستان سنی کانفرنس14،15،ذیقعد1398ھ/ ملتان16،17،اکتوبر1978ء میں آپ نے پہلے اجلاس کی صدارت فرمائی ☆زندگی بھر جمعیت علماء پاکستان پیر جو گوٹھ کے صدر رہے،1390ھ/1960ء میں ہونے والے بنیادی جمہوریت کے انتخابات میں کامیاب ہوئے اور چھ سال تک یونین کمیٹی کے چیئرمین رہ کر قوم ووطن کی خدمت کی۔[160]

اسفار حرمین طیبین

مفتی تقدس علی خان صاحب نے تین حج اور کثیر عمرے کرنے کی سعادت حاصل کی،چنانچہ آپ کے 3جمادی الاولی 1406ھ / 14 جنوری 1986ء کے لکھے گئے مکتوب میں ہے:اب ان شاء اللہ بشرط زندگی پندرھواں پھیرا ہو گا۔[161] کچھ تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

☆ آپ نے پہلا حج تو اس وقت کیا جب آپ ہندوستان میں رہائش پذیر تھے، آپ کا یہ سفر 1368ھ /1945ء میں بحری جہاز کے ذریعے ہوا، اس سفر کی اہم بات یہ ہے کہ بریلی شریف کے محمد افضل خان صاحب اپنی زوجہ کے ساتھ آپ کے ساتھ حرمین طیبین جانا چاہتے تھے، اس زمانے میں ویزے کے بغیر ہی سفر ہوتے تھے، مسئلہ یہ تھا کہ جس سفینے میں مفتی صاحب کو سفر کرنا تھا اس میں کوئی نشست خالی نہیں تھی، اس فیملی کا بہت زیادہ اصرار تھا کہ مفتی صاحب کے ساتھ ہی سفر کرنا ہے، مفتی صاحب نے کہا کہ واقعی آپ کا پختہ ارادہ ہے تو انھوں نے اپنے پختگیٔ ارادہ کو ظاہر کرنے کے لیے کہا کہ اگر ہمیں نشست نہ ملی تو ہم سمندر میں چھلانگ لگادیں گے، ہمیں اپنے ساتھ لے جانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ مفتی صاحب نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ سفر کی تیاری کریں، جب آپ ان کے ہمراہ بندرگاہ پہنچے تو آپ نے جہازی کمپنی کے ذمہ دار افسر کو ان دونوں کا نام لکھ کر دیا اور کہا کہ اسے اپنی جیب میں رکھ لیں، جب مفتی صاحب جہاز میں سوار ہوگئے اور سیٹی بج گئی تو اچانک اعلان ہوا کہ محمد افضل خان اور انکی بیوی جہاز میں سوار ہو جائیں، یہ دونوں سوار ہوگئے۔ اصل میں ہوا یوں کہ آخری وقت میں پتا چلا کہ دو مسافر جنہوں نے نشست بک کروائی ہوئی تھی وہ کسی وجہ سے وقت پر نہیں پہنچے اور انکی نشستیں خالی تھیں۔ مفتی صاحب حج کرکے واپس آگئے مگر محمد افضل خان صاحب مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوگئے، ان کا انتقال مدینہ شریف میں ہی ہوا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔ جب آپ حج سے واپس آئے تو دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں جلسۂ تہنیت منعقد کیا گیا، اس دور میں خوشتر ملت علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی صاحب دارالعلوم کے طالب علم تھے، انھوں نے یہ قطعہ پڑھا:

پھر وطن کو میرے مخدوم ومکرم آئے ------- جھولیاں نعمتِ دارین سے بھر کر اپنی
کتنے انعام خدا جانے وہاں سے پائے ------- شاد و مسرور ہیں کس درجہ وہ اللہ اللہ
"دل کو پُرنور تجلّی سے بنا کر لائے" ------- ہوئی تاریخ یہ خوشتر زسر کیف دوام

1945ء

☆ دوسرا حج آپ نے پاکستان ہجرت کے بعد 1388ھ /1969ء کو کیا، اس سفر کی اہم بات یہ ہے کہ اس میں علامہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی صاحب اپنی فیملی سمیت موریشس سے حج کرنے آئے ہوئے تھے انہیں مفتی صاحب کی معیت میں ہی حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ☆ تیسرا حج آپ نے 1392ھ /1968ء میں کرنے کی سعادت پائی۔

☆1395ھ / 1975ء سے آپ ہر سال مسلسل ماہ رمضان میں عمرہ وزیارت مدینہ کے لیے حرمین طیبین کا سفر فرمایا کرتے تھے، ماہِ رمضان وہاں گزار کر عید کے بعد واپس آتے تھے، یہاں تک کہ آپ نے وصال فرمایا۔[162]

حرمین طیبین میں آپ کے معمولات

حرمین طیبین کی حاضری کسی بھی عاشق صادق کی معراج ہوتی ہے، وہ اپنے نیک اعمال میں اضافہ کرتا اور خوشنودی خدا و مصطفی میں مستعد ہو جاتا ہے، یہی کیفیت مفتی صاحب کی ہوتی تھی ☆آپ یہاں حاضر ہو کر ذکر و فکر، تلاوت قرآن، صلوۃ و سلام کی کثرت فرماتے ☆اپنے خاندان، مریدوں، خدام و احباب کے لیے فردا فردا دعا فرماتے، ملک و بیرون جب بھی کوئی آپ کو دعا یا بارگاہ رسالت میں سلام کے لیے عرض کرتا ہے تو آپ اس کا نام اپنی ڈائری میں نوٹ فرمالیتے، ہر شہر والوں کا نام الگ صفحے پر ہوتا، جب آپ مدینہ شریف میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تو اس ڈائری سے دیکھ کر ایک ایک کا نام لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے اور اس کے لیے دعا فرماتے ☆حرمین طیبین میں ملاقات کرنے والوں پر خصوصی شفقت فرماتے☆ مدینہ شریف میں حاجی حنیف اللہ والا کے ہاں شارع رومیہ میں قیام فرماتے کیونکہ ان کا گھر قطب مدینہ، شیخ العرب والعجم علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے کے قریب تھا، روزانہ شام کو قطب مدینہ کے ہاں ہونے والی محفل نعت میں شرکت فرماتے اور شام کا کھانا وہیں تناول فرماتے، ماہِ رمضان میں قطب مدینہ کے انتہائی اصرار پر سحری و افطاری آستانے پر کرتے، جب قطب مدینہ وصال فرماگئے تو جانشین قطب مدینہ، حضرت مولانا حافظ فضل الرحمن مدنی صاحب[163] کی موجودگی میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اَب حاجی حنیف اللہ والا کا مکان اور قطب مدینہ کا آستانہ جید تعمیر کی وجہ سے مسجد نبوی میں شامل ہو گیا ہے۔

اسفار عراق

مفتی صاحب نے بغداد شریف، نجف اشرف، کربلا معلّٰی وغیرہ میں صحابہ عظام و اولیاکرام کے مزارات پر حاضری کے لیے دو مرتبہ سفر کیا۔☆ آپ کا پہلا سفر عراق (غالبا محرم) 1367ھ / دسمبر 1947ء میں ہوا، اس کا انتظام نظام حیدرآباد دکن میر عثمان علی خان نے کیا، آپ نے بغداد شریف، نجف اشرف اور کربلا معلّٰی میں حاضری کا شرف حاصل کیا، آپ ہندوستان سے عراق روانہ ہوئے، بغداد شریف پہنچ کر نقیب الاشراف[164] کے مہمان ہوئے، اس وقت سقوط حیدرآباد دکن نہیں ہوا تھا، چنانچہ مفتی صاحب نے نقیب الاشراف سے درخواست کی کہ جب آپ دربار غوث الاعظم

میں جانب قدم حاضر ہو کر ختم قرآن شریف کرتے ہیں تو دعا فرمائیے کہ حیدر آباد دکن پاکستان میں شامل ہو جائے، نقیب الاشراف نے حامی بھر لی، مگر یہ دعا کرنا بھول گئے، دوبارہ اور پھر سہ بار دعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے: مولانا، میں بھُلادیا جاتا ہو۔ اس لیے دعا نہ ہوسکی اور 17 ستمبر 1948ء کو سقوطِ حیدر آباد ہو گیا۔[165]

☆ آپ کا دوسرا سفر زندگی کے آخری سال میں (غالباً ربیع الاول کے آخر یا ربیع الاخر کے ابتدا میں) 1408ھ / نومبر 1987ء کو جدہ سے بغداد شریف ہوا، دربارِ غوثُ الاعظم میں نقیب الاشراف حضرت شیخ سیّد یوسف بن عبد اللہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ[166] نے آپ کا استقبال کیا، خصوصی کمرہ عنایت فرمایا، دربار کے خادم بابا فقیر محمد صاحب کو ایک دینار دیتے ہوئے کھانا کھلانے کی تاکید کی، مفتی صاحب نے خادم کو بتایا کہ یہ میری چالیس سال کے بعد دوسری حاضری ہے، خادم صاحب نے کہا کہ گویا آپ الوداع کہنے آئے ہیں۔ آپ نے یہاں دیگر مزارات پر بھی حاضری شرف حاصل کیا۔[167]

اہلسنت کے اداروں کے ساتھ تعاون

آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے اور پکے داعی تھے، جہاں کہیں آپ کے علم میں کوئی ادارہ یا انجمن بلکہ کوئی فرد بھی آتا تو آپ اس کے ساتھ بھرپور تعاون فرماتے، اس تعاون کی صورت نہ صرف علمی اور مالی ہوتی بلکہ حتی الامکان بنفس نفیس اس میں حصہ لیتے، مثلاً کسی کو کتاب کی ضرورت ہوتی اور وہ آپ کے پاس ہوتی تو اسے بھیج دیتے، کسی اور کے پاس ہوتی اور آپ کے علم میں ہوتا تو اس سے لے کر روانہ کر دیتے، بعض اوقات تو اس کتاب کے لیے سفر بھی فرماتے، اسی طرح آپ اداروں کے ساتھ بھی بھرپور تعاون فرماتے، آپ نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اور مرکزی مجلس رضا لاہور کے ساتھ جو تعاون فرمایا اس کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

(1) ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کا قیام 1400ھ / 1980ء کو کراچی میں ہوا، مفتی تقدس علی خان بانیان ادارہ میں سے ہیں، آپ نے تن من دھن سے اسکی معاونت فرمائی، 1406ھ / 1986ء میں یہ ادارہ رجسٹر ہوا اور اس کی مجلس عاملہ بنائی گئی، آپ اس کے اول سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے اور تادمِ وصال اس عہدے پر فائز رہے۔ ادارہ رجسٹر ہونے کے بعد اس کے دفتر کی ضرورت تھی، مفتی صاحب نے اراکین مجلس عاملہ کا حوصلہ بڑھایا، حضرت حاجی شفیع محمد قادری صاحب کے گھر آفس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا اور اپنی جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر مولانا سید ریاست علی قادری صاحب[168] کے ہاتھ میں رکھ دیا اور فرمایا کہ آفس کے لیے جگہ تلاش کرو، الحمد للہ جلد ہی

جگہ مل گئی اور مفتی صاحب نے 11 رمضان 1407ھ / 10 مئی 1987ء کو اپنے ہاتھوں سے اس کا افتتاح فرمایا۔ ادارہ میں آپ کی خدمات تادم وصال جاری رہیں، آپ کا دورِ خدمت 1980ء تا 1988ء تک ہے۔ مفتی صاحب نے ادارہ کی سالانہ ساتویں کانفرنس (24، اکتوبر 1987ء) کی صدارت بھی فرمائی۔ (169)

(2) مرکزی مجلس رضا لاہور کا قیام 1388ھ / 1968ء کو حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امر تسری (170) نے اپنے چند رفقا کے ساتھ لاہور میں کیا، جس کا بنیادی مقصد امام احمد رضا، فکر رضا کا تعارف اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کو عام کرنا تھا۔ مفتی تقدس علی خان صاحب اس مجلس کے بھی سرپرست اور مالی معاون تھے اور اس حیثیت سے چودہ پندرہ سال یوم رضا کے موقع پر ہونے والے جلسے کی صدارت فرمانے کے لیے لاہور تشریف لے جاتے رہے اگرچہ آخری عمر میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے پھر بھی یوم رضا میں شرکت ضرور فرماتے تھے چنانچہ 16 محرم 1406ھ / یکم اکتوبر 1985ء کے اپنے مکتوب میں اس طرح ذکر فرماتے ہیں: اب میں بتقاضۂ عمر بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ چلنے پھرنے میں دشواری ہوتی ہے اور نگاہ بھی کمزور ہوگئی ہے پھر بھی 20 صفر کو یوم رضا (لاہور) میں شرکت کا ارادہ ہے۔ (171) مصنف و محقق سید محمد عبد اللہ قادری (واہ کینٹ، ضلع راولپنڈی) تحریر فرماتے ہیں: مرکزی مجلس رضا نے 1968ء تا 1999 بڑا زور دار کام کیا، بہت سی کتب بھی شائع کیں، جن سے تعلیمات امام احمد رضا کو روشناس کروایا۔ بہت سی نایاب اور غیر مطبوعہ کتب کے مسودات بغرض اشاعت مفتی تقدس علی خان بریلوی قادری بریلی شریف جا کر خود لاتے تھے۔ 22 فروری 1988ء کو حضرت مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمہ کی رحلت کے بعد، مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور کے بانی اور مجلس کے دیگر متعلقین ایک عظیم نعمت سے محروم ہوگئے، مفتی تقدس علی خان، مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ کو علمی و دینی مشوروں سے نوازتے اور ہر قسم کا مالی تعاون بھی کرتے تھے۔ مرکزی مجلس رضا کے تحت مسجد رضا چاہ میراں لاہور تعمیر کی گئی اس کا افتتاح بھی مفتی تقدس علی خان صاحب نے اپنے ہاتھوں سے کیا۔ افتتاحی تقریب کے بعد نماز ظہر حضرت مفتی تقدس علی خان صاحب نے پڑھائی۔ (172)

سلسلہ قادریہ رضویہ کی اشاعت

مفتی تقدس علی خان صاحب کا اصل میدان درس وتدریس تھا، اس کے ساتھ ساتھ آپ شیخ طریقت، اورادووظائف کے پابند اور پیر کامل بھی تھے، کئی لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ وبیعت کی سعادت حاصل کی، روحانی فیوض وبرکات سے مالامال

ہوئے، آپ نے کئی حضرات کو سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کی خلافت سے بھی نوازا، مثلاً (1) استاذ العلما مولانا محمد اطہر علی نعیمی [173] (2) مولانا شمس الحسن شمس بریلوی [174] (3) مولانا سید ریاست علی قادری [175] (4) صاحبزادہ وجاہت رسول قادری [176] (5) الحاج شفیع محمد قادری حامدی [177] (6) مولانا ابو القاسم ضیائی [178] (7) مولانا محمد عباس مدنی [179] وغیرہ۔ [180]

وفات و مدفن

آخری تقریب جس میں آپ نے شرکت کی وہ جمادی الاخریٰ 1408ھ میں مصلحِ اُمّت قاری مصلح الدین صدیقی [181] رحمۃ اللہ علیہ کا عرس تھا، اس میں بنفس نفیس تشریف لائے، آپ بہت کمزور ہو چکے تھے، احباب سے اس طرح گفتگو کی جیسے وصیت کر رہے ہیں، جن لوگوں کے پاس آپ نے کچھ امانتیں رکھی ہوئیں تھیں ان کا ذکر فرمایا، اس کے بعد پیر جو گوٹھ تشریف لے گئے اور وہاں بیمار ہو گئے، 3 رجب 1408ھ / 22 فروری 1988ء کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی، اس لیے بغرض علاج کراچی تشریف لے آئے، اپنی ہمشیرہ کے گھر نرسری میں قیام فرمایا، حاجی شفیع محمد حامدی، حاجی حنیف اللہ والا اور حاجی عبد الغفار پردیسی [182] صاحب آپ کو سول ہسپتال لے گئے، آپ کو اسٹریچر پر لٹا کر دل وارڈ میں منتقل کر دیا گیا، آپ نے چوتھے کلمے کا ورد شروع کر دیا اور قریب موجود احباب کو بھی پڑھنے کا فرمایا، مسلسل یہ ورد جاری رہا، پھر آپ کی سانس اکھڑنے لگی، دوپہر پونے بارہ بجے آپ کو آبِ زم زم اور کھجور دی گئی، بارہ بجے آپ کے خادم و شاگرد حافظ امتیاز [183] صاحب نے سورۂ یسین کی تلاوت شروع کی، 12 بج کر 10 منٹ پر جیسے ہی سورہ یسین شریف مکمل ہوئی آپ کا وصال ہو گیا۔ وفات کی خبر چار دانگ عالم میں عام ہو گئی، آپ کی جسد مبارک کو نرسری لایا گیا جہاں احباب نے غسل و کفن دیا، آپ کا نماز جنازہ آرام باغ مسجد کے باہر مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین قادری [184] نے پڑھایا، نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت تھی، آپ کی تدفین آپ کی وصیت کے مطابق پیر جو گوٹھ میں ہونی تھی اس لیے آپ کا جسد مبارک المصطفی ایمبولینس میں رکھا گیا، احباب بسوں میں تھے، یہ قافلہ صبح پیر جو گوٹھ پہنچ گیا، شہر میں کاروبار اور دکانیں بند ہو گئیں، لوگ نماز جنازہ کے لیے امنڈ پڑے، صبح دس بجے استاذ العلما مفتی محمد رحیم کھوسہ سکندری صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ [185]

ڈاکٹر پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں: فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ 24 گھنٹے گزرنے کے باوجود آپ کے جسم مبارک پر تازگی رہی، اور چہرہ مبارک چمکتا رہا اور مسکراتا رہا۔ [186] تدفین پیر جو گوٹھ قبرستان میں اپنے والد، بیٹے اور بیٹیوں کی قبور سے متصل کی گئی، ہر سال 3 رجب کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ [187]

حواشی ومراجع

(1) اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 شوال 1272ھ / 6 جون 1856ء کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی، یہیں 25 صفر 1340ھ / 28، اکتوبر 1921ء کو وصال فرمایا۔ مزار جائے پیدائش میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ حافظ قرآن، پچاس سے زیادہ جدید وقدیم علوم کے ماہر، فقیہ اسلام، محدث وقت، مصلح امت، نعت گو شاعر، سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت، تقریبا ایک ہزار کتب کے مصنف، مرجع علمائے عرب وعجم، استاذ الفقہاو محدثین، شیخ الاسلام والمسلمین، مجتہد فی المسائل اور چودہویں صدی کی مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، فتاویٰ رضویہ (33 جلدیں)، جد الممتار علی رد المحتار (7 جلدیں، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) اور حدائق بخشش آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 58، 3/ 295، مکتبۃ المدینہ، تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، 282، 301)

(2) شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حُجّۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ علامۂ دہر، مفتی اسلام، نعت گو شاعر، اردو، ہندی، فارسی اور عربی زبانوں میں عبور رکھنے والے عالم دین، ظاہری وباطنی حسن سے مالا مال، شیخ طریقت، جانشینِ اعلیٰ حضرت اوراکابرین اہل سنت سے تھے۔ بریلی شریف میں ربیعُ الاول 1292ھ / اپریل 1875ء میں پیدا ہوئے اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ / 22 مئی 1943ء میں وصال فرمایا، مزار شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے، تصانیف میں فتاویٰ حامدیہ مشہور ہے۔ (فتاویٰ حامدیہ، ص 48، 79)

(3) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بریلی (یوپی ہند) میں غالباماہ شعبان المعظم 1322ھ / اکتوبر 1904ء میں دارالعلوم (مدرسہ اہل سنت وجماعت) منظر اسلام بریلی کی بنیاد رکھی، اس مدرسے کے بانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، سربراہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قادری اور پہلے مہتمم برادر اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہم مقرر ہوئے، ہر سال اس ادارے سے فارغ التحصیل ہونے والے حفاظ قرآن، قراء اور علماء کی ایک بڑی تعداد ہے۔ (صد سالہ منظر اسلام نمبر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ماہ مئی 2001ء، قسط 1 ص 28، 132)

(4) جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور میرس میں واقع ہے، یہ اہل سنت وجماعت کا شمالی سندھ کا بڑا دینی مدرسہ ہے، سلسلہ قادریہ راشدیہ کے عظیم بزرگ حضرت سید محمد راشد شاہ روزہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا آغاز تخمینا 1195ھ / 1781ء میں کیا، 9 شعبان 1371ھ / 4 مئی 1952ء کو اس کی نشاۃ ثانیہ ہوئی، اس کے پہلے شیخ الجامعہ مفتی تقدس علی خان، شیخ الحدیث مفتی صاحبداد خان صاحب اور مہتمم رائس الافاضل حضرت مولانا محمد صالح مہر قادری رحمۃ اللہ علیہم مقرر ہوئے، اس سے ہزاروں علما فارغ التحصیل ہو چکے ہیں، اور اسکی ذیلی شاخیں تین سو سے زائد ہیں جس میں سے دو سو درسِ نظامی اور سو حفظ قرآن کی ہیں۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، 735، 146، 369)

(5) افغانستان وسط ایشیا اور جنوبی ایشیا میں واقع ایک زمین بند ملک ہے یہ پاکستان سے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اسکو یکم ربیع الآخر 1121ھ / 10 جون 1709ء کو احمد شاہ بابا درانی ابدالی نے قائم کیا، افغانستان چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ہے جس کا کوئی ساحلِ سمندر نہیں۔ اس کی سمندری تجارت پاکستان کے ذریعے ہوتی ہے۔ زیادہ علاقہ پہاڑی ہے جو زیادہ تر کوہ ہندوکش پر مشتمل ہے۔ افغانستان میں پانی کی شدید کمی ہے اگرچہ چار دریا ہیں جن کے نام دریائے آمو، دریائے کابل، دریائے ہلمند اور دریائے ھریرود ہیں، اس کا

رقبہ 652230مربع کلومیٹر ہے۔اسلامی جموریہ افغانستان کادارالحکومت کابل ہے،اکثرآبادی پشتواوردری(فارسی)زبان بولتی ہے، 2020ءمیں اس کی آبادی ساڑھے تین کروڑسے زیادتھی۔اس کے34صوبے ہیں۔معاشرتی سسٹم قبائلی ہے،تقریباً60فیصد پشتون،20 فیصد تاجک،10 فیصد ہزارہ اور بقیہ 10 فیصد دیگر قبائل ہیں۔افغانستان کے99٪لوگ مسلمان ہیں جن میں سنی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

(6)قندھار جنوبی افغانستان کاایک شہر اور صوبہ قندھار کادارالحکومت ہے،دریائے ارغنداب کے کنارے واقع اس شہر کی آبادی تقریبا تین لاکھ16ہزار ہے۔یہ افغانستان کا دوسرا سب سے بڑاشہر اور ایک اہم تجارتی مرکز ہے۔ بین الاقوامی ہوائی اڈے اور شاہراہوں کے وسیع جال کے ذریعے یہ شہر دنیا بھر سے منسلک ہے۔ پشاور کے بعد یہ پشتون عوام کاسب سے بڑامرکز ہے۔

(7)شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان افغانستان سے ہند میں آئے،شاہ دہلی محمد شاہ ان کی صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوااورانہیں لاہور کا شیش محل بطور جاگیر دیا،پھر دہلی میں بلاکر ریاست رامپور میں جاگیر دی،آخری عمر میں آپ بریلی شریف میں مستقل رہائش پذیر ہوگئے، یہیں انتقال ہوااور شہزادہ کاتکیہ محلہ معماران بریلی میں تدفین ہوئی۔(تجلیات تاج الشریعہ،82)

(8)لاہورایک قدیم وتاریخی شہرہے مغلیہ عہد میں لاہور کے اردگرد فصیل اور تیرہ دروازے بنائے گئے، 372ھ/982ءکو یہ ملتان سلطنت کاحصہ تھا،اب یہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کادارالحکومت اور پاکستان کادوسرا بڑا شہر ہے۔یہ پاکستان کاثقافتی،تعلیمی اور تاریخی مرکز ہے،اسے پاکستان کادل اور باغوں کاشہر کہاجاتاہے۔یہ شہر دریائے راوی کے کنارے واقع ہے۔اس شہر کی آبادی تقریباایک کروڑ 11لاکھ ہے۔

(9)دہلی یادلی بھارت کے شمال میں واقع ہے۔دہلی شہر بھارت کاممبئی کے بعد دوسرااور دنیابھر کاتیسرا سب سے بڑاشہری علاقہ ہے،اس کی آبادی اڑھائی کروڑسے زائدہے،اس کارقبہ 1،484 مربع کلومیٹر(573 مربع میل) ہے دریائے جمنا کے کنارے یہ شہر چھٹی صدی قبل مسیح سے آباد ہے۔1338ھ/1920ء کی دہائی میں قدیم شہر کے جنوب میں ایک نیاشہر "نئی دہلی" بسایاگیاجوکہ موجودہ بھارت کا دارالحکومت ہے،فی زمانہ دہلی بھارت کااہم ثقافتی،سیاسی وتجارتی مرکز سمجھاجاتاہے۔

(10)سعادت یارخان دربارِ دہلی میں وزیرمالیات مقرر ہوئے،انہوں نے دہلی میں بازار سعادت گنج اور نہر سعادت خاں قائم کی،انکی وفات وتدفین کے بارے میں معلومات نہ ہوسکیں۔(تجلیات تاج الشریعہ،82)

(11)محمداعظم خان بریلی تشریف لے آئے،یہ حکومت کے عہدہ وزارت پر فائزتھے پھر وزرات کے عہدے سے علیحدہ ہوکرزہد و عبادات پر مصروف ہوگئے،شہزادہ کاتکیہ محلہ معماران بریلی میں مقیم ہوئے،یہیں آپ کامزارہے آپ کاشمار بریلی کے باکرامت اولیائے کرام میں ہوتاہے۔(امام احمد رضاخان قادری،ازعلامہ بدرالدین رضوی،92)

(12)حضرت شاہ نورالحق قادری رزاقی فرنگی محلی،بحرالعلوم علامہ عبدالعلی لکھنوی کے شاگرد،والد گرامی ملااحمدانوارالحق فرنگی محلی کے مرید وخلیفہ اور مدرس درسِ نظامی تھے،23ربیع الاول1237ھ/17دسمبر1821ءوصال فرمایا۔آپ عاجزی وانکساری میں مشہور تھے۔ (تذکرہ علمائے ہند،452)

(13)تجلیات تاج الشریعہ،83۔

(14) جدِّ اعلیٰ حضرت، امام العلماء مفتی رضا علی خان صاحب عالم دین، اسلامی شاعر، مفتی اسلام، استاذ العلماء، علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی کے مرید، شیخ طریقت اور صاحب کرامت ولی کامل تھے۔1224ھ/1809ء کو بریلی شریف کے صاحب حیثیت دینی گھرانے میں پیدا ہوئے اور 2جمادی الاولیٰ 1286ھ/10، اگست 1869ء کو یہیں وصال فرمایا، مزار قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (معارف رئیس اتقیا، ص17)

(15) رئیس الحکماء حکیم تقی علی خان صاحب مفتی تقدس علی خان اور مفتی اعجاز ولی خاں رحمۃ اللہ علیہما کے پڑدادا ہیں۔

(16) حکیم محمد اجمل خان کی پیدائش 1284ھ/1864ء کو دہلی میں ہوئی، آپ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے، طب کے ساتھ دیگر اسلامی علوم پر بھی نظر تھی، صاحب دیوان شاعر بھی تھے، حافظ اور پھر شیدا تخلص رکھا، اولیائے کرام اور تصوف کے محب تھے، تحریک خلافت میں حصہ لیا اور جیل بھی گئے، زنانہ مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی آپ نے ہی بنایا، تقریبا سات سال جامعہ ملیہ اسلامیہ کے چانسلر رہے، 25جمادی الاخریٰ 1346ھ/20دسمبر 1927ء کو انتقال ہوا۔ (مسیح الملک حکیم اجمل خاں، 18 تا 21، 289، 540)

(17) حکیم محمد واصل خان ثانی، مشہور دہلوی حکیم خاندان کے اہم فرد تھے، آپ مشہور حکیم محمود خاں کے منجھلے بیٹے اور حکیم اجمل کے بڑے بھائی تھے، پیدائش 1277ھ/ 1861ء کو ہوئی، اپنے بڑے بھائی حکیم عبدالمجید خان کے ساتھ مل کر 1883ء میں علم طب کی ترویج کے لیے مدرسہ طبیہ دہلی کا آغاز کیا، بڑے بھائی کے انتقال (وفات: 1901ء) کے وفات کے بعد خاندان مطب اور اس درسگاہ کی ترقی میں تادم وفات مصروف رہے، درس گاہ کے اخراجات کے لیے ایک دواسازادارہ بنایا جو بعد میں ہندوستانی دواخانہ کے نام سے مشہور ہوا، تقریبا 4سال یہ خدمات سرانجام دے کر صرف 43سال کی عمر میں 1322ھ/1904ء کو انتقال کر گئے، تدفین درگاہِ سید حسن رسول نمائی دہلی میں بڑے بھائی کی قبر کے قریب ہوئی۔ (مسیح الملک حکیم اجمل خاں، 17، 18)

(18) مفتی تقدس علی خان کا تذکرہ جن کتابوں میں ہے ان میں سے اکثر میں اعلیٰ حضرت کے دادا مولانا رضا علی خان کو حکیم ہادی علی خان کا والد لکھا گیا ہے جو کہ درست نہیں، مفتی تقدس علی خان صاحب کے دادا حکیم ہادی علی خان، امام العلما مولانا رضا علی خان صاحب کے بھائی رئیس الحکماء حکیم تقی علی خان کے بیٹے ہیں۔

(19) حیات اعلیٰ حضرت، مکتبۃ رضویہ کراچی، 13تا18۔

(20) سِراجُ العَارِفِین حضرت مولانا سیّد ابوالحُسَین احمد نُوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ عالِمِ دین، شیخِ طریقت اور صاحِبِ تصانیف ہیں۔1255ھ/1840ء میں پیدا ہوئے اور 11رجب 1324ھ/31اگست 1906ء میں وِصال فرمایا۔ مزارِ پُراَنوار مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ یوپی) ہند میں ہے۔"سِرَاجُ الْعَوَارِفِ فِی الْوَصَایَا وَالْمَعَارِفِ" آپ کی اہم کتاب ہے۔ (تذکرہ نوری، ص146، 275، 218)

(21) حیات مفتی تقدس علی خان، تحریک اہل سنت کراچی، 5، ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص57۔

(22) مفتی تقدس علی خان کا تذکرہ جن کتابوں میں ہے ان میں یہ لکھا گیا ہے کہ "آپ (یعنی مفتی تقدس علی خان صاحب) کی نانی صاحبہ کی بہن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔" یہ درست نہیں ہے، درست یہ کہ مفتی تقدس علی خان صاحب کی نانی حجاب بیگم اعلیٰ حضرت کی بہن تھیں، دیکھئے: حیات اعلیٰ حضرت، مکتبۃ رضویہ کراچی، 17۔

(23) حیات اعلیٰ حضرت، مکتبۃ رضویہ کراچی، 16، 17۔

(24) حیات مفتی تقدس علی خان، تحریک اہل سنت کراچی، 5۔

(25) حیات اعلیٰ حضرت، مکتبۂ رضویہ کراچی، 17، 18۔

(26) مُفسرِ اعظم حضرتِ مولانا محمد ابراہیم رضا خان رضوی جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 ربیع الاخر 1325ھ / 23 مئی 1907ء کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، مصنف، مہتمم دار العلوم منظرِ اسلام اور شیخ الحدیث تھے۔ 11 صفر المظفر 1385ھ / 11 جون 1965ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک بریلی شریف (یوپی) ہند میں روضۂ اعلیٰ حضرت کے دائیں جانب ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص93، تذکرہ جمیل، 205)

(27) مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں حجۃ الاسلام کے دوسرے فرزند ہیں، آپ کی ولادت 1334ھ / 1915ء کو بریلی شریف میں ہوئی، اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے، اعلیٰ حضرت نے اپنے ایک مکتوب میں آپ کو "چھوٹا نبیرہ" تحریر فرمایا ہے، آپ نے علم دین حجۃ الاسلام سے حاصل کیا، 1357ھ / 1937ء کو آپ کی شادی بریلی کے ایک سادات گھرانے میں ہوئی، 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں ہیں، آپ نے پاکستان ہجرت فرمائی اور 1375ھ / 1956ء کو کراچی میں وصال فرمایا تدفین فردوس قبرستان کراچی میں ہوئی۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص94)

(28) حیات مفتی تقدس علی خان، 7۔

(29) ذکر جمیل، 237۔

(30) حسن اتفاق آپ کی ولادت سے چند دن پہلے 10 ربیع الاخر 1325ھ / 23 مئی 1907ء کو حجۃ الاسلام علامہ رضا خان صاحب کے ہاں کئی بچیوں کی پیدائش کے بعد علامہ ابراہیم رضا جیلانی میاں کی ولادت ہوئی، جس سے خاندان بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ (تذکرہ جمیل، 204)۔

(31) صاحبِ ذوقِ نعت، استاذِ زمن، شہنشاہ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے منجھلے بھائی، قادرُ الکلام شاعر، کئی کتب کے مصنف اور دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے مہتمم اوّل ہیں، 22 ربیع الاول 1276ھ / 19، اکتوبر 1859ء کو محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے، 3 شوال 1326ھ / 29، اکتوبر 1908ء کو بریلی شریف میں وصال فرمایا، مزار مبارک قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (ماہنامہ سنی دنیا بریلی، صفر 1408ھ / اگست 1994ء، ص205 تا 208)

(32) ایک کتاب میں لکھا ہے کہ یہ نام (اعلیٰ حضرت کے بھتیجے) مولانا حسنین رضا خان صاحب (پیدائش: 1310ھ) نے رکھا مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی، مولانا حسن رضا خان (وفات 3 شوال 1326ھ) بھی حیات تھے، مفتی تقدس علی خان صاحب کا نام مولانا حسن رضا خان صاحب نے رکھا ہوگا، اس کی تائید مفتی تقدس علی خان صاحب کے ایک مکتوب سے بھی ہوتی ہے چنانچہ آپ علامہ حسن رضا خان صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: میری پیدائش 1325ھ کی ہے، میرا تاریخ نام 'تقدس علی خاں' (1325ھ) انہیں کا استخراج کردہ ہے۔ (ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص 51)

(33) حیات مفتی تقدس علی خان، 5

(34) حیات مفتی تقدس علی خان، 7۔

(35) مفتی تقدس علی خان صاحب کی تمام تعلیم دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ہوئی، بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آپ نے

مدرسہ عالیہ رام پور میں بھی تعلیم حاصل کی مگر یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ آپ کے رامپوری اساتذہ یعنی علامہ ظہور الحسین صاحب آپ کے زمانہ طالب علمی میں دار العلوم منظر اسلام کے مدرس تھے ان کا وصال 22 جُمادَی الاُخریٰ 1342ھ / 30 جنوری 1924ء کو ہوا تو حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب نے تاریخ وصلہ کے عنوان سے منظوم تعزیت رقم فرمائی (تذکرہ جمیل، 28، 64) اس کے بعد ان کے بیٹے علامہ نور الحسین رامپوری صاحب دار العلوم منظر اسلام بریلی کے مدرس مقرر ہوئے۔ الحاصل مفتی تقدس علی خان صاحب نے ان دونوں مدرسین سے بریلی شریف میں رہتے ہوئے تعلیم حاصل کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(36) واعظ دلپزیر حضرت علامہ مولانا محمد خلیل الرحمٰن بہاری کا تعلق ہند کے صوبہ بہار سے ہے، جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب مدرسہ حنفیہ پٹنہ کے سالانہ اجلاس (15 تا 17 رجب 1317ھ / 19 تا 21 نومبر 1899ء) میں تشریف لائے تو انہوں نے جیسے ہی اعلیٰ حضرت کی زیارت کی تو بہت متاثر ہوئے، اجلاس کے اختتام پر بریلی شریف حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت سے بیعت کی اور پھر خلافت سے نوازے گئے، آپ استاذ درس نظامی مدرسہ عربیہ منیال مٹھ مدراس (نیانام، چینائی، ریاست تمل ناڈو، ہند)، جید عالم دین، بہترین واعظ، مجاز طریقت، جماعت رضائے مصطفیٰ اور جماعت انصار الاسلام کے ہمدرد و رکن تھے۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 415 تا 417)

(37) حیات مفتی تقدس علی خان، ۵۔

(38) شہزادۂ استاذِ زمن، استاذُ العلما حضرتِ مولانا محمد حسنین رضا خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1310ھ / 1893ء کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب کے بھتیجے، داماد، شاگرد و خلیفہ، جامع معقول و منقول، ذہین و فطین و محنتی، کئی کُتُب کے مصنف، مدرسِ دار العلوم منظرِ اسلام، صاحب دیوان شاعر، بانی حسنی پریس وماہنامہ الرضا و جماعت انصار الاسلام تھے۔ وصال 5 صَفَر 1401ھ / 14 ستمبر 1980ء میں فرمایا اور مزار بریلی شریف میں ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص95، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، ص77 تا 81)

(39) صاحبِ حق استاذ العلماعلامہ عبد المنان شہباز گڑھی، 1895ء / 1313ھ کو شہباز گڑھ ضلع مردان کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اپنے علاقے کے علما سے علوم عقلیہ ونقلیہ سے فارغت کے بعد مدرسہ اندر کوٹ میرٹھ (یوپی ہند) سے دورہ حدیث کیا، مدرسہ نصرۃ الاسلام سے تدریس کا آغاز کیا، پھر دار العلوم منظر اسلام میں پڑھایا، پھر پاکستان میں آکر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تدریس کی، پھر اپنے گاؤں میں آخر زندگی تک سلسلہ تدریس جاری رکھا اور مسجد بہران خیل کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔ (تعارف علماء اہل سنت ص 210) مفتی تقدس علی خان صاحب کے بعض تذکروں میں آپ کی منتہی کتب کے اساتذہ میں علامہ عبد المنان خان صاحب کا نام بھی لکھا گیا ہے لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ علامہ عبد المنان صاحب کی فراغت کا سال 1341ھ / 1923ء ہے اور منظر اسلام میں آپ کی تدریس غالبا 1342ھ / 1924ء کے بعد شروع ہوئی، قرین قیاس یہی ہے کہ آپ علامہ تقدس صاحب کے متوسط کتب کے استاذ ہیں، واللہ اعلم۔

(40) شرح جامی، مشہور عاشق رسول علامہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش: 23 شعبان 817ھ۔ وفات: 18 محرم 898ھ) کی کتاب ہے جس کا اصل نام الفوائد الضیائیہ ہے جو کہ علامہ ابن حاجب عثمان بن عمر دوینی (پیدائش: اواخر 570ھ۔ وفات: 16 شوال 646ھ) کی علم النحو میں کتاب الکافیہ کی شرح ہے، یہ بہت اعلیٰ، مشہور، معروف شرح ہے، یہ کئی شروحات کافیہ کا خلاصہ ہے، اس میں نحوی

مباحث کو عقلیت کا رنگ دیا گیا تاہم ٹھوس استعداد پیدا کرنے کے لیے بہت عمدہ کتاب ہے۔ یہ اب بھی درسِ نظامی کے چوتھے سال (درجہ رابعہ) میں پڑھائی جاتی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے ادارۂ تصنیف وتالیف المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے عالم دین، استاذالعلماء علامہ عبد الواحد عطاری مدنی صاحب نے شرح جامی کا عربی حاشیہ بنام الفرح النامی تحریر فرمایا ہے جسے مکتبۃ المدینہ نے بہت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔

(41) سیدی ابو البرکات، 75۔

(42) شمسُ العلماء حضرت علّامہ ظہور الحسین فاروقی مجددی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1274ھ/1857ء میں ہوئی اور وصال 12 جُمادَی الاُخریٰ 1342ھ/20 جنوری 1924ء کو رامپور (یوپی، ضلع لکھنؤ) ہند میں ہوا۔ آپ علومِ عقلیہ ونقلیہ میں ماہر، مدرس مدرسہ عالیہ رامپور وصدر مدرس دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی، بشمول مفتیِ اعظم ہند سینکڑوں علما کے استاذ اور کئی درسی کتب کے مُحشِّی ہیں۔ (تذکرہ کاملان رامپور، 184تا186)

(43) علامہ نورالحسین رامپوری اپنے والد صاحب علامہ ظہورالحسین رامپوری کے علمی جانشین، مدرس درسِ نظامی، استاذالعلماء اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ (تذکرہ کاملان رامپور، 186)،

(44) بدرالطریقہ حضرت مولانا حافظ عبد العزیز خان محدث بجنوری رضوی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ کی ولادت بجنور (یوپی، ہند) میں ہوئی، آپ عالم، مدرس، صوفی باصفا اور خلیفہ اعلیٰ حضرت تھے، پہلے مدرسہ جامع مسجد پیلی بھیت کے مدرس مقرر ہوئے، پھر جامعہ منظرِ اسلام بریلی میں تقریباً 20 سال تدریس کی، اس دوران مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی میں بھی پڑھایا، 8 جمادی الاولیٰ 1369ھ/26 فروری 1950ء میں بریلی شریف میں وصال فرمایا۔ تدفین انجمن اسلامیہ بریلی قبرستان میں ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص181)

(45) ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص54، تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 185)

(46) استاذُ العلما، حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت منگلور (ضلع مظفر نگر، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ ماہر معقولات عالم دین، صدر مدرس، مجازِ طریقت اور دارالعلوم منظر اسلام کے اولین (ابتدائی) اساتذہ میں سے ہیں۔ آپ نے بحالت سفر آخر (غالباً 28) صفر 1363ھ/23 فروری 1944ء کو وصال فرمایا۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص138)

(47) صاحبِ بہارِ شریعت صدرُ الشّریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1300ھ/1883ء کو مدینۃ العُلَماء گھوسی (ضلع مؤ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 2 ذیقعدہ 1376ھ/31 مئی 1957ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک گھوسی میں ہے۔ آپ جیّد عالم، بہترین مفتی، مثالی مدرّس، متقی وپرہیزگار، استاذالعُلَماء، مصنفِ کتب وفتاویٰ، مؤثر شخصیت کے مالک اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا بہارِ شریعت آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (تذکرہ صدر الشریعہ، 5، 41 وغیرہ) (48) ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص56)

(49) جہان مفتی اعظم ہند، 1060۔

(50) انوار علمائے اہل سنت سندھ، 145۔

(51) ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص56)

(52) حاجی مرید احمد چشتی صاحب کی پیدائش ذوالحجہ 1371ھ/ستمبر 1952ء کو چک جانی (تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم) میں ہوئی اور

قریبی علاقے پنڈی سیدپور میں 10 ذیعقدہ 1435ھ / 6 ستمبر 2014ء کو وصال فرمایا، آپ اسکول ٹیچر، پابندِ صوم و صلوۃ، مصنفِ کتب کثیرہ اور شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی صاحب کے مرید تھے، آپ کی تصانیف میں خیابانِ رضا، فوزالمقال (نو جلدیں) وغیرہ ہیں۔ (فوزالمقال، 3/874)

(53) ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص 58، تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، 186۔

(54) عالمی مبلغ اسلام علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1348ھ / 1930ء کو بنڈیل (ضلع چوبیس پرگنہ، مغربی بنگال) ہند میں ہوئی۔ آپ حافظِ قرآن، تلمیذِ محدثِ اعظم پاکستان، خلیفۂ حجۃ الاسلام و قطبِ مدینہ، مصنف و شاعر، بہترین مدرس، باعمل مبلغ، بانی سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل اور امام و خطیب جامع مسجد پورٹ لوئس ماریشس تھے۔ تصانیف میں "تذکرۂ جمیل" اہم ہے۔ 5 جمادی الاخریٰ 1423ھ / 24، اگست 2002ء کو ماریشس میں وصال فرمایا، مزارِ مبارک سنی رضوی جامع مسجد عید گاہ پورٹ لوئس ماریشس میں ہے۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، رجب 1435 ہجری، ص 57،56، مفتیِ اعظم اور ان کے خلفاء، ص 125 تا 129)

(55) ذکر جمیل، 278۔

(56) ذکر جمیل، 238۔

(57) قطبِ مدینہ، شیخ العرب والعجم، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1294ھ / 1877ء کلاس والا ضلع سیالکوٹ میں ہوئی اور وصال 4 ذوالحجہ 1401ھ / 2 اکتوبر 1981ء کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔ آپ عالمِ باعمل، ولیِ کامل، حسنِ اخلاق کے پیکر اور دنیا بھر کے علماو مشائخ کے مرجع تھے۔ آپ نے تقریباً 75 سال مدینۂ منورہ میں قیام کرنے کی سعادت حاصل کی، اپنے مکانِ عالی شان پر روزانہ محفلِ میلاد کا انعقاد فرماتے تھے۔ امیرِ اہلِ سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری صاحب آپ کے مرید ہیں۔ (سیدی قطب مدینہ، 7، 8، 11، 17)

(58) شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 22 ذوالحجہ 1310ھ مطابق 7 جولائی 1893ء کو رضا نگر محلہ سوداگران بریلی (یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ فاضل دارالعلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جملہ علوم و فنون کے ماہر، جید عالم، مصنفِ کتب، مفتی و شاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخِ طریقت، مرجعِ علماو مشائخ و عوامِ اہلِ سنت تھے۔ 35 سے زائد تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور المکرمۃ النبویۃ فی الفتاوی المصطفویۃ المعروف فتاویٰ مفتیِ اعظم (یہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے اس میں پانچ سو فتاویٰ اور 22 رسائل ہیں) مشہور ہیں۔ 14 محرم الحرام 1402ھ / 13 نومبر 1981ء میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (جہانِ مفتیِ اعظم، ص 64 تا 130)

(59) مکاشفۃ القلوب اردو، بزم تقدس کراچی، 688۔

(60) حیات مفتی تقدس علی خان، 6۔

(61) تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، 113۔

(62) حضرت مولانا حکیم مفتی قاری محبوب رضا خان رضوی صاحب، کی پیدائش 20 محرم 1335ھ / 16 نومبر 1916ء کو بریلی شریف میں ہوئی اور وصال کراچی میں 2 جمادی الاخریٰ 1412ھ / 9 دسمبر 1991ء کو ہوا، عالیشان مزار میوہ شاہ قبرستان میں ہے، آپ فاضل

دارالعلوم منظر اسلام، شاگرد صدرالشریعہ، حاذق طبیب، بانی مدرسہ حنفیہ رضویہ کراچی، مدرس و مفتی دارلعلوم امجدیہ کراچی، مبلغ اسلام، خلیفہ مفتی اعظم ہند، مفتی امام وخطیب جامع مسجد مصلح الدین گارڈن اور صاحب تصنیف تھے۔(انوار علمائے اہل سنت سندھ، 887تا889)

(63)حیات مفتی تقدس علی خان، 14۔

(64)شرفِ ملت حضرت علّامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 23شعبان 1363ھ /13 اگست 1944ء مزارپور (ضلع ہوشیار پور پنجاب)ہند میں ہوئی۔ آپ استاذالعلماء، شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، مصنف ومترجم کتب، پیرِ طریقت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔18 شعبان 1428ھ /یکم ستمبر 2007ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک جوڈیشنل کالونی لالہ زار فیز-2 لاہور پاکستان میں ہے۔ آپ کا ترجمہ قرآن "انوارالفرقان فی ترجمۃ معانی القرآن" یادگار ہے۔راقم کوکئی مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔(شرفِ ملت نمبر لاہور، ص126)

(65)عظمتوں کے پاسباں، 384، 385۔

(66)ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص، 50، 52، 57۔

(67)مفتی اعظم اور انکے خلفاء، 269۔

(68)مکاشفۃ القلوب اردو، بزم تقدس کراچی، 18۔

(69)حیات مفتی تقدس علی خان، 8۔

(70)شرح تہذیب، علامہ امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش:صفر712ھ، وفات:792ھ) کی علم منطق کی کتاب "تہذیب المنطق والکلام" کی شرح ہے، جسے درسِ نظامی کے تیسرے سال (درجہ ثالثہ) میں پڑھایا جاتاہے، شارح کانام علامہ عبداللہ بن حسین یزدی اصفہانی ہے، شارح کا انتقال 1015ھ میں ہوا۔(شرح التہذیب، ص8 تا10) دعوتِ اسلامی کے ادارۂ تصنیف وتالیف المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے رکن، استاذالعلماء علامہ کامران احمد عطاری مدنی صاحب نے شرح تہذیب کا عربی حاشیہ بنام فرح التقریب تحریر فرمایاہے جسے مکتبۃ المدینہ نے بہت خوبصورت انداز میں شائع کیاہے۔

(71)مکاشفۃ القلوب اردو، بزم تقدس کراچی، 19۔

(72)دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے پہلے مہتمم شہنشاہ سخن حضرت مولانا حسن رضا خان (دورِ نظامت، 1322ھ تا1326ھ) دوسرے مہتمم حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان (دورِ نظامت :1326ھ تا1362ھ) تھے۔(صد سالہ منظر اسلام نمبر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ماہ مئی 2001ء، قسط1ص132 تا135)۔

(73)مفتی اعظم اورانکے خلفاء، 269۔

(74)ایک کتاب میں آپ کے ہجرت کا سال1368ھ / 1948ء لکھاہے مگر آپ کے حالات زندگی اس کی تائید نہیں کرتے۔

(75)مفتی عبدالواجد نیّر قادری صاحب کی پیدائش 5 ذیقعدہ1352ھ/19 فروری1934ء میں اپنے نانیہالی گاؤں "دوگھرا جالے" ضلع دربھنگہ بہار ہند میں ہوئی اور13ذیعدہ1439ھ /26 جولائی 2018 کو ایمسٹرڈیم ہالینڈ یورپ میں وصال فرمایا۔آپ شہزادگان اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کے تلمیذ ومرید وخلیفہ، جید مفتی اسلام، صاحبِ دیوان شاعر، بہترین مدرس ومقرر، پچاس سے

زائد کتب کے مصنف، 16 مساجد، مدارس اور اداروں کے بانی یا سرپرست، ہالینڈ کے قاضی القضاۃ اور مفتیٔ اعظم تھے۔ آپ کی کتاب فتاویٰ یورپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔

(76) صد سالہ منظرِ اسلام نمبر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ماہ مئی 2001ء، قسط 1 ص تا 135۔

(77) محدثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1323ھ/1906ء میں ضلع گورداسپور (موضع دیال گڑھ مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور یکم شعبان 1382ھ/28دسمبر 1962ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک فیصل آباد پنجاب، پاکستان میں ہے۔ آپ استاذ العلماء، محدثِ جلیل، شیخِ طریقت، بانیِ سنّی رضوی جامع مسجد و جامعہ رضویہ مظہر اسلام سردار آباد اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ (حیاتِ محدثِ اعظم، ص27، 334)

(78) ان کا ذکر ہو چکا۔

(79) بلبلِ ہند مفتی رجب علی نانپاری قادری کی ولادت 13 جمادی الاولیٰ 1341ھ/یکم جنوری 1923ء کو ضلع بہرائچ کے قصبہ نانپارہ میں اور وفات 3 ذوالحجہ 1418ھ/یکم اپریل 1998ء کو کانپور میں ہوئی، آپ کو مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ کے قریب دفن کیا گیا، جس پر مزار بنایا گیا ہے۔ آپ فاضل دارالعلوم منظر اسلام، بانی مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ، صاحب دیوان صوفی شاعر، بہترین واعظ، مرید بدرالطریقہ علامہ علامہ عبد العزیز خاں، خلیفہ مفتی اعظم ہند اور شیخ طریقت تھے، ریاض عقیدت آپ کا شعری مجموعہ مطبوع ہے۔

(80) مفتی اعظم راجستھان الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی کی ولادت 18 ربیع الاخر 1340ھ/19 دسمبر 1921ء کو موضع شیونولی (ضلع امروہہ، یوپی) ہند میں ہوئی اور 9 ذی الحجہ 1434ھ/15 اکتوبر 2013ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک چوکھا شریف (ضلع جودھپور راجستھان) ہند میں ہے۔ آپ فاضل مدرسہ اجمل العلوم سنبھل (نزد مرادآباد، یوپی)، مرید و خلیفہ اجمل العلما، صدر المدرسین دار العلوم اسحاقیہ جودھپور اور راجستھان کی کئی مساجد و مدارس نیز اداروں کے بانی یا سرپرست تھے، آپ کو مفتی اعظم ہند اور قطب مدینہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔

(81) تلمیذِ اعلیٰ حضرت، برادرِ مفتی تقدس علی خان، حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان قادری رَضَوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث، استاذُ العلماء، مدرس، فقیہِ عصر، مصنّف، مترجم، واعظ اور مجازِ طریقت تھے۔ 11 ربیع الثانی 1332ھ/20 مارچ 1914ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور لاہور میں 24 شوال 1393ھ/ 20 نومبر 1973ء میں وِصال فرمایا، مزار مبارک میانی صاحب قبرستان میں ہے۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت، ص63-65)

(82) رئیس القلم، ملک التحریر حضرت علامہ غلام رشید ارشد القادری مصباحی علیہ رحمۃ اللہ الوَالی کی پیدائش 09 شعبان 1343ھ/5 مارچ 1925ء میں سید پور (ضلع بلیا یوپی ہند) میں ہوئی اور 15 صفر 1423ھ/ 29 اپریل 2002ء کو وصال فرمایا، مزار دارالعلوم فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ، ہند) میں ہے۔ آپ مرید صدر الشریعہ، شاگردِ حافظِ ملت، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، استاذ العلماء، مناظرِ اہل سنت، مفکرِ اسلام، ملک و بیرونِ ملک کئی تنظیمات و مدارس کے بانی، مصنفِ کتب اور اکابر علمائے اہل سنت سے تھے۔ (رئیس القلم علامہ ارشد القادری، ص1 تا 36؛ سیرتِ صدر الشریعہ، ص251)

(83) خلیفہ حُجۃُ الاسلام، شیخ الحدیث حضرت علّامہ عبد المصطفےٰ اعظمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ 1333ھ/1915ء میں ہند کے قصبہ گھوسی

ضلع مؤ میں پیدا ہوئے اور وِصال 5رمضان 1406ھ / 14مئی 1986ء کو فرمایا۔ آپ تلمیذِ صدرُ الشریعہ و محدثِ اعظم پاکستان، عالمِ باعمل، بہترین واعظ و مدرس، استاذ العلماء، مجازِ طریقت اور کثیر کُتب کے مصنف ہیں۔ سیرتِ مصطفٰی اور عجائبُ القرآن آپ کی مشہور کُتب ہیں۔(جنتی زیور، ص28،30، سیرتِ صدرُ الشریعہ، ص235،233)

(84) بحر العلوم حضرت علّامہ مفتی سیّد محمد افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1337ھ / 1919ء کو بوانا (ضلع مونگیر صوبہ بہار) ہند میں ہوئی اور 21 رجب 1402ھ / 15 مئی 1982ء کو سکھر سندھ میں وصال فرمایا۔ آپ فاضل دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، استاذُ العلماء، شیخ الحدیث، ماہرِ علم توقیت و منطق و حساب، خلیفہ مفتیِ اعظم ہند، مصنّفِ کتب اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ آپ کی 40 کتب میں زبدۃ التوقیت، عمدۃ الفرائض بھی ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ، ص122، مفتیِ اعظم ہند اور ان کے خلفاء، ص193،198)۔

(85) بلبل سندھ حضرت مولانا قاضی دوست محمد صدیقی 1336ھ / 1918ء کو موضع گوٹھ ترائی (تحصیل گڑھی یاسین، ضلع شکارپور) کے علمی صدیقی قاضی خاندان میں ہوئی اور یکم رجب المرجب 1407ھ / 2، مارچ 1987ء کو کندھ کوٹ میں وفات پائی اور درگاہ شریف مخدوم محمد عثمان قریشی (لاڑکانہ، سندھ) میں دفن کئے گئے۔ آپ فیض یافتہ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، فارغ التحصیل جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد، سلسلہ قادریہ راشدیہ میں مرید، رسالہ گلدستہ عشق کے مصنف اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سحر البیان خطیب تھے، آپ حاضر جوابی، فن خطابت، خوش الحانی، طرز بیانی، گوہر روانی اور فصیح لسانی میں کامل قوت وحافظہ سے مالا مال تھے۔(انوار علمائے اہلسنت سندھ صفحہ 246)

(86) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی عبد الحمید قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1319ھ / 1901ء کو قصبہ آنولہ (ضلع بریلی یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال 2 ربیعُ الآخر 1393ھ / 5 مئی 1973ء کو نواب شاہ (سندھ) پاکستان میں ہوا، آپ حافظِ قراٰن، جید عالمِ دین، فاضل دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، اچھے مقرر و مدرس اور امام و خطیب جامع مسجد نواب شاہ تھے۔(تذکرہ اکابر اہلِ سنّت پاکستان، ص215)

(87) جامعہ نظامیہ (حیدرآباد دکن، ریاست تلنگانہ، ہند) درس نظامی کا منفرد و معتبر اور قدیم و عظیم ادارہ ہے، اس کا قیام شیخ الاسلام والمسلمین، امام حافظ محمد انوار اللہ چشتی فاروقی صاحب نے 1292ھ / 1876ء میں رکھا، یہ اپنے قیام سے اب تک ترقی کی منزلیں طے کررہا ہے، تقریباً تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لوگ اس سے مستفیض ہوچکے ہیں، جہاں سے ہزاروں علماء، حفاظ، محدثین، مفسرین، محققین، مفکرین پیدا ہوئے اور جنہوں نے ساری دنیا میں دین اسلام کی تعلیمات کی نشرو اشاعت اور تبلیغ دین میں اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ جامعہ کی دیگر شاخوں کی تعداد 263 ہے، جامعہ اور اس کی شاخوں میں طلبہ کی تعداد تقریباً 50 ہزار ہے۔ اس کے کئی ذیلی ادارے ہیں، مثلاً کلیۃ البنات (گرلز کالج)، مجلس اشاعت العلوم وغیرہ۔

(88) وہ علوم جو مشرقی یعنی ایشیائی ممالک میں مروج ہیں مثلاً عربی، فارسی یا اردو وغیرہ زبانوں میں جن ایشیائی علوم کا ذکر ہے وہ علوم شرقیہ کہلاتے ہیں۔

(89) نظام الملک نواب میر عثمان علی خان صدیقی (پیدائش: 6 اپریل 1886ء، وفات: 24 فروری 1967ء)، حیدرآباد دکن ریاست کے آخری بادشاہ تھے۔ نظام ایک مؤثر منتظم اور ایک رعایا پرور بادشاہ کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ان کا دور حکمرانی 1911ء تا 17 ستمبر 1948ء کو سقوطِ حیدرآباد تک 37 سالوں پر محیط ہے، ان کے زمانے میں حیدرآباد شہر کی ازسرنو تعمیر ہوئی، عثمانیہ جنرل ہاسپٹل اور عثمانیہ

یونیورسٹی قائم ہوئی، انھوں نے کئی اہم عمارتیں، جیسے، حیدرآباد ہائی کورٹ، آصفیہ لائبریری، عثمانیہ جنرل ہاسپٹل، نظام کالج وغیرہ کی تعمیر کی، نظام کے بجٹ کا تقریبا 11 فیصد حصہ تعلیمی اداروں پر خرچ کیا جاتا تھا، انکی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ تقریبا 10 ملین افراد نے انکی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

(90) حیات مفتی تقدس علی خان، 8۔

(91) مفسرِ قراٰن حضرتِ علامہ سیّد محمد عمر خلیق حسینی قادری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1282ھ/1865ء کو محلہ قاضی پورہ (حیدرآباد دکن) ہند میں علمی سادات خاندان میں ہوئی اور وصال 20 صفر 1330ھ/9 فروری 1912ء کو فرمایا، مزار قادری چمن، مضافاتِ محلہ فلک نما حیدرآباد دکن ہند میں ہے۔ آپ بہترین واعظ، مفسر، قاری، مصنف، شاعر، اُستاذالعُلَماء اور شیخ طریقت تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وفات پر منظوم عربی قصیدہ قلمبند فرمایا۔ (مرقع انوار، ص929، تذکرہ علمائے اہلسنت ص186)

(92) ان کے حالات نہ مل سکے۔

(93) بحر العلوم، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد عبد القدیر حسرت صدیقی کی ولادت 27 رجب 1288ھ/12 اکتوبر 1871ء اور وفات 18 شوال 1388ھ/8 جنوری 1969ء کو حیدرآباد دکن (تلیگانہ، ہند) میں ہوئی، آخری آرامگاہ "صدیق گلشن" بہادر پورہ میں ہے۔ آپ علوم جدیدہ وقدیمہ کے ماہر، علوم کے سمندر، خوف خدا کے پیکر اور مجاز طریقت تھے۔ تصانیف میں تفسیر صدیقی (6 جلدیں) اہل علم میں معروف ہے۔ آپ عثمانیہ یونیورسٹی میں حدیث کے پروفیسر اور شعبہ دینیات کے سربراہ تھے، جامعہ نظامیہ کے اعزازی ناظم بھی رہے۔

(94) مفتی حیدرآباد دکن حضرت علامہ مفتی محمد رحیم الدین صاحب کی ولادت 7 ربیع الآخر 1311ھ/18، اکتوبر 1893ء اور وفات 1389ھ مطابق 1970ء میں ہوئی، آپ فاضل جامعہ نظامیہ، فقیہ و محدث، استاذ العلما، مرید و خلیفہ شیخ الاسلام علامہ انوار اللہ فاروقی، رکن مجلس منتظمہ جامعہ نظامیہ و مجلس علمائے دکن، شیخ الجامعہ اور معتمد جامعہ اور حکومت آصفیہ کے محکمہ دینیہ "صدارت العالیہ" کے مفتی تھے۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاوی صدارت العالیہ" مطبوع ہے۔

(95) شیخ الاسلام حضرت علّامہ محمد انوارُاللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جیّد عالمِ دین، سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے شیخ طریقت، صاحبِ تصنیف، بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن اور عالمی شہرت یافتہ بزرگ تھے۔ انوار احمدی، افادۃُ الافہام اور مقاصدُ الاسلام آپ کی مشہور کُتُب ہیں، اسلامی ریاست حیدرآباد دکن میں آپ صدرُ الصّدور اور وزیرِ مذہبی اُمور کے منصب پر بھی فائز رہے۔ ریاست کی جانب سے آپ کو نواب فضیلت جنگ بہادر کا لقب دیا گیا، آپ کی پیدائش 1264ھ/1848ء کو ناندیڑ (مہاراشٹر) ہند میں ہوئی اور 29 جمادی الاولیٰ 1336ھ/12 مارچ 1918ء کو حیدرآباد دکن میں وفات پائی، مزار جامعہ نظامیہ میں مرجع اَنام ہے۔ (مرقع انوار، ص25، 27)

(96) ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص54۔

(97) مفتی ظفر علی نعمانی صاحب (پیدائش: 1330ھ/1921ء، وفات: 20 رمضان 1424ھ/16 نومبر 2003ء) نے 1367ھ مطابق 1948ء کو گاڑی کھاتہ فیروزاسٹریٹ آرام باغ کراچی کے ایک کرائے کے مکان میں دار العلوم امجدیہ کا آغاز کیا، جب وہ جگہ تنگ ہوگئی تو عالمگیر روڈ پر جگہ حاصل کی گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس کی تعمیر ہوتی رہی، حتی کہ اب عالیشان عمارت بن چکی ہے، یہ کراچی کے تمام مدارس اہل سنت کی اصل اور ماں ہے۔ اسی لیے اسے ام المدارس کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، 295 تا 298)

(98) انوار علمائے اہل سنت سندھ، 146۔

(99) حیات مفتی تقدس علی خان، 9۔

(100) مفتی تقدس علی خان صاحب فرماتے ہیں کہ مفتی صاحبداد خان جمالی مرحوم سے میری ملاقات اور دوستی مرادآباد سنی کانفرنس (یہ کانفرنس مدرسہ اہل سنت [دارالعلوم نعیمیہ] مرادآباد کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر 19، 20 شعبان 1358ھ / 3، 4، اکتوبر 1939ء کو ہوئی، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، 58) میں ہوئی جس میں آپ سندھ سے علمائے اہل سنت کا ایک وفد لے کر شریک ہوئے تھے۔ (مکاشفۃ القلوب اردو، بزم تقدس کراچی، 20)

(101) سندھ مدرسۃ الاسلام یکم ستمبر 1885ء میں قائم کیا گیا، اس کے بانی حسن علی آفندی (پیدائش: 1830ء وفات: 30 اگست 1895ء) ہیں، اس میں دنیاوی تعلیم دی جاتی تھی، ابتدائی اسلامی تعلیم کا سلسلہ بھی تھا، بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھی اس میں تعلیم حاصل کی، 21 جون 1943ء میں اسے کالج کا درجہ دیا گیا، قیام پاکستان سے لے کر 1371ھ / 1952ء تک مفتی صاحبداد خان صاحب اس میں بطورِ شیخ الفقہ اوراستاذِ اسلامیات خدمت سرانجام دیتے رہے۔

(102) امام انقلاب حضرت سیّد صبغۃ اللہ شاہ راشدی ثانی کی ولادت 13 صفر 1327ھ / 1908ء کو پیر جو گوٹھ میں ہوئی اور آپ کو 14 ربیع الاول 1362ھ / 20 مارچ 1943ھ کو شہید کیا گیا، آپ درگاہِ قادریہ راشدیہ کے چھٹے سجادہ نشین تھے۔ (انوار علمائے اہلسنت سندھ، 1042، 1049)

(103) پیر جو گوٹھ (سابق نام کنگری) پاکستان کے صوبہ سندھ کے خیرپور میرس شہر سے جانب شمال مغرب 16 کلومیٹر فاصلے پر واقع ایک تاریخی قصبہ ہے، اس کے محلے، سالار، میمن، ڈینل اور ہندو وغیرہ ہیں، اس کی شہرت کی وجہ سلسلہ قادریہ راشدیہ کے عظیم درگاہ اور جامعہ راشدیہ ہے، جہاں قطب الاقطاب حضرت پیر سید محمد راشد روزہ دھنی کا مزار مبارک ہے۔

(104) مکاشفۃ القلوب اردو، بزم تقدس کراچی، 20۔

(105) رأس الافاضل حضرت مولانا محمد صالح مہر قادری کی ولادت احمد فقیر مہر گوٹھ ضلع گھوٹکی میں 1331ھ / 1913ء کو ہوئی اور آپ کا وصال 6 ذیقعد 1396ھ / 30، اکتوبر 1972ء کو پیر جو گوٹھ میں ہوا، مزار مقامی قبرستان میں ہے۔ آپ عالم دین، مجاہد حر جماعت، خوددار طبیعت کے مالک، مسجد درگاہ راشدیہ کے امام وخطیب، جامعہ راشدیہ کے مدرس و مہتمم اور تاریخ ساز شخصیت تھے، آپ امام انقلاب حضرت سیّد صبغۃ اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تحریک آزادی میں شریک ہوئے اور پیر جو گوٹھ کی گدی بحال کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ (انوار علمائے اہل سنت سندھ، 839 تا 842)

(106) انوار علمائے اہل سنت سندھ، 839۔

(107) پیر پگارا ہفتم حضرت سید سکندر علی مردان شاہ ثانی چھوٹ دھنی حُر قبیلہ کے روحانی پیشوا تھے۔ 7 جمادی الاخری 1347ھ مطابق 22 نومبر 1928ء، پیر جو گوٹھ ضلع خیرپور میرس سندھ میں پیدا ہوئے اور 16 صفر المظفر 1433ھ / 10 جنوری 2012ء کو لندن کے ہسپتال میں وفات پائی۔ پیر جو گوٹھ خیرپور سندھ میں اپنے بزرگوں کی پہلو میں مدفون ہوئے۔ سندھ حکومت نے جمعرات کو ان کی تدفین کے موقع پر عام تعطیل کا اعلان کیا، آپ سلسلہ قادریہ راشدیہ کے ساتویں سجادہ نشین تھے، احمد فقیر مہر گوٹھ (گھوٹکی) کے ایک

بزرگ اور حافظ امام بخش باقرانی والے نے ابتدائی اسلامی تعلیم دی، والد صاحب کی شہادت کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی اور پھر انگلینڈ میں دنیاوی تعلیم پائی، آزادی کے بعد شیخ الحدیث مفتی تقدس علی خان صاحب اتالیق مقرر ہوئے، ان سے دینی تعلیم کا سلسلہ ہوا۔

(108)انوار علمائے اہل سنت سندھ،369۔

(109)مکاشفۃ القلوب اردو، بزم تقدس کراچی،20۔

(110)استاذ العلما حضرت مولانا عبد الصمد میتلو کی ولادت گوٹھ بڈو واہن (تحصیل ڈوکری، ضلع لاڑکانہ) میں تقریباً1336ھ/1918ء کو ہوئی اور وصال ۴ربیع الاول 1393ھ/اپریل 1973ء کو سول ہسپتال لاڑکانہ میں فرمایا، آپ جید عالم دین، صرف و نحو، فن ترکیب، فارسی اور کتابت میں ماہر تھے۔23سال جامعہ راشدیہ میں پڑھایا، کچھ سال دیگر مدارس میں پڑھانے کی سعادت بھی پائی، کثیر طلبہ یادگار ہیں، آپ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔(انوار علمائے اہل سنت سندھ۔471تا473)

(111)سوانح حیات مفتی محمد صاحبداد جمالی، ص23، غیر مطبوعہ۔

(112)حیات مفتی تقدس علی خان،10،11۔

(113)انوار علمائے اہل سنت سندھ،147۔

(114)سلطان الواعظین مفتی عبد الرحیم سکندری کی ولادت 27رمضان 1365ھ/ یکم ستمبر 1944ء کو گوٹھ سیبانو خان شر (تعلقہ ٹھری میر واہ، ضلع خیر پور میرس)سندھ میں ہوئی اور 11 رجب المرجب 1429ھ/29مارچ 2018ء لیاقت نیشنل ہسپتال کراچی میں کلمہ شہادت پڑھ کر وصال فرمایا۔آپ محرم 1377ھ/اگست 1957ء میں جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ میں داخل ہوئے اور 27رجب 1386ھ/11نومبر 1966ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔آپ نے یکم محرم 1387ھ/11، اپریل 1967ء میں مدرسہ صبغۃ الہدیٰ شاہ پور چاکر (ضلع نواب شاہ)سندھ قائم فرمایا اور چالیس سال سے یہاں درس و تدریس، وعظ و نصیحت، تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں مصروف رہے،اس مدرسے کی خدمات کی وجہ سے 2011ء میں مدرسہ صبغۃ الہدیٰ کا جامعہ ازہر مصر کے ساتھ الحاق ہوا۔آپ کے سندھی زبان کے بہترین واعظ بھی تھے۔

(115)شیخ الحدیث مفتی محمد رحیم کھوسہ سکندری قادری 4 ذوالحجہ 1359ھ/3جنوری 1941ء کو گوٹھ قادر پور بیلو تحصیل ٹھل ضلع جیکب آباد میں پیدا ہوئے، آپ نے جامعہ راشدیہ میں داخلہ لیا اور 1960ھ/1379ء میں فارغ التحصیل ہوئے، آپ جامعہ راشدیہ کے پرنسپل و شیخ الحدیث، خطیب جامع مسجد درگاہ شریف، چیف اڈیٹر ماہنامہ الراشد، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی کے اعزازی رکن، صوبائی نائب ناظم تنظیم المدارس، سابق صدر جمعیت علمائے سکندریہ اور نو کتب کے مصنف و مؤلف ہیں، آپ نے کنز الایمان کا سندھی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

(116)حضرت مولانا محمد صالح مہر قادری صاحب کا تعارف حاشیہ 105 میں ہے۔

(117)مفتی در محمد سکندری کی ولادت 1357ھ/1939ء کو گوٹھ وروائی (نزد اسلام کوٹ ضلع تھرپارکر، سندھ) میں اور وفات 12 محرم 1442ھ/17، اپریل 2001ء کو ہوئی، قبرستان گوٹھ وروائی میں دفن کئے گئے۔مفتی صاحب انتہائی ذہین و محنتی، عربی، فارسی اور سندھی میں ماہر، فاضل جامعہ راشدیہ، جید عالم دین و مفتی، مدرس و مہتمم مدرسہ صبغۃ الاسلام سانگھڑ تھے، ملفوظات شریف روضے دھنی کی دوسری

جلد کا سندھی ترجمہ یاد گار ہے۔(انوار علمائے اہل سنت سندھ،254،256)

(118)حضرت مولانا سید غوث محمد شاہ جیلانی قادری کی ولادت گوٹھ پر ھیار(نزد دوڑ، ضلع نوابشاہ)میں ہوئی اور 9رجب 1403ھ / 30 اپریل 1983ء کو وصال فرمایا، تدفین قبرستان جیلانی محلہ دوڑ(ضلع نوبشاہ)میں ہوئی، آپ حسن ظاہری باطنی سے مالامال، فاضل جامعہ راشدیہ، مرید پیر پگارا ہفتم، امام وخطیب جامع مسجد فاروق اعظم وجامع مسجد طیبہ لیاقت آباد کراچی، اہم رہنما جمیعت علماء پاکستان، صدر جمیعت علماء سکندریہ، فعال ومتحرک سنی رہنما اور کئی خوبیوں کے جامع تھے۔(انوار علمائے اہل سنت سندھ،648،650)

(119)انوار علمائے اہل سنت سندھ،147، 6تا9 علمائے کرام کا تعارف معلوم نہ ہو سکا۔

(120)حیات مفتی تقدس علی خان،11۔

(121)حیات مفتی تقدس علی خان،11۔

(122)حیات مفتی تقدس علی خان،11،12۔

(123)حیات مفتی محمد صاحبداد جمالی،111، غیر مطبوعہ۔

(124)حیات مفتی تقدس علی خان،15، انوار علمائے اہل سنت سندھ،147۔

(125)حیات مفتی تقدس علی خان،11۔

(126)حیات مفتی تقدس علی خان،13۔

(127)انوار علمائے اہل سنت سندھ،149۔

(128)حیات مفتی تقدس علی خان،13۔

(129)ڈاکٹر پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کی پیدائش 10 شعبان 1374ھ / 3، اپریل 1955ء کو ملیر گوٹھ کے مذہبی کانپوری گھرانے میں ہوئی، بچپن والد صاحب کے ساتھ عرب شریف میں گزارا، قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی کی زیارت وصحبت بھی حاصل ہوئی، وطن آکر باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا، آپ شروع سے ہی محنتی اور ذہین ہیں، 1972ء میں ایم ایس سی اعلیٰ نمبروں میں پاس کرکے گولڈ میڈل حاصل کیا، یکم جنوری 1978ء میں جامعہ کراچی میں لیکچرار ہوئے اور اس وقت شعبہ پڑولیم ٹیکنالوجی کے صدر ہیں، آپ مفتی اعظم ہند کے مرید اور سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کے شیخ طریقت ہیں، 1982ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سے وابستگی ہوئی عرصہ درازتک اس کے جنرل سیکریٹری رہے، ابھی ادارے کے صدر ہیں، آپ کئی کتب کے مصنف ہیں، اللہ پاک آپ کا سایہ عوام اہلسنت پر طویل فرمائے۔(تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا،72تا74)

(130)حاجی شفیع محمد قادری حامدی صاحب کی ولادت 17ذوالحجہ 1344ھ / 28جون 1926ء کو چتوڑ گڑھ(راجستھان)ہند میں ہوئی، 6رجب 1376ھ / 6فروری 1957ء کو حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب سے بیعت کا شرف پایا، ابتدائی تعلیم کے بعد تجارت میں مصروف ہوگئے، آپ والدین کے ہمراہ 1949ء میں پاکستان تشریف لے آئے، یہاں آپ نے المکتبۃ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ بنایا جس سے تقریباسو کتب شائع کروائیں، آپ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے بانیان اور مالی طور معاونت کرنے والوں سے تھے، کافی عرصہ نائب صدر بھی رہے، آپ ادارہ میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند تھے، آپ کو مفتی تقدس علی خان صاحب نے 1407ھ / 1987ء کے حج

میں سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کی خلافت عطا فرمائی،(شفیع صاحب نے 1993ء میں پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کو اس سلسلے کی خلافت عطا فرمائی)آپ مفتی صاحب کو ہر سال عرس حامدیہ کے موقع پر گھر بلاتے اور بااہتمام عرس حامدی مناتے تھے، آپ کو کراچی میں میزبانِ خاندان اعلیٰ حضرت کا شرف حاصل رہتا تھا، آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزار کو یکم ذیقعد 1425ھ /12 جنوری 2005ء کو وصال فرمایا، علامہ شاہ تراب الحق قادری قبلہ نے نماز جنازہ پڑھائی، فردوس کالونی میں اپنے مرشدزادے، صاحبزادۂ حجۃ الاسلام مولانا حماد رضا نعمانی میاں کے سرہانے کی جانب دفن کئے گئے۔ میرے اس مضمون کا اہم ماخذ"حیاتِ مفتی تقدس علی خان صاحب"(ناشر: تحریک اتحاد اہل سنت پاکستان) غالبا انہیں کی تحریر کردہ کتاب ہے۔(تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ،158 تا162)(131)تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا،40،41۔

(132)ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم جمادی الاخریٰ 1349ھ مطابق 24، اکتوبر 1930ء کو دہلی ہند میں ہوئی اور 23 ربیع الاخر 1429ھ / 29، اپریل 2008ء کو کراچی میں وصال فرمایا، تدفین احاطۂ خانوادۂ مجددیہ ماڈل کالونی قبرستان، ملیر کراچی میں ہوئی۔ آپ عالم دین، سلسلہ نقشبندیہ مظہریہ کے مرشد کریم، جدید وقدیم علوم سے مالامال، عالم باعمل، مصنف کتب کثیرہ اور اکابرین اہلسنت سے تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر آپ کی 40 سے زائد کتب ورسائل اور مقالات یادگار ہیں، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وخدمات اور مقامات پر مشتمل مقالات کا عظیم انسائیکلوپیڈیا"جہان امام ربانی"(12 جلدیں) آپ کی زیر سرپرستی شائع ہوا۔ آپ نہایت ملنسار، اعلی اخلاق کے مالک اور محبت وشفقت فرمانے والے بزرگ تھے۔(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد حیات ، علمی اورادبی خدمات،77تا108)راقم زمانۂ طالب علمی میں آپ کی خدمت میں حاضرا، بہت شفقت اور حوصلہ افزائی فرمائی نیز دعاؤں سے نوازا۔

(133)مَلِکُ العُلَماء حضرت مولانا مفتی سیّد محمد ظَفَرُ الدّین رضوی محدّث بِہاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالمِ باعمل، مناظرِ اہلِ سنّت مفتیٔ اسلام، ماہرِ علمِ توقیت، استاذُ العلماء اور صاحبِ تصانیف ہیں، حیاتِ اعلیٰ حضرت اور صَحِیْحُ الْبِہَارِی کی تالیف آپ کا تاریخی کارنامہ ہے، 14 محرم 1303ھ / 23 اکتوبر 1885ء میں پیدا ہوئے اور 19 جُمادَی الاُخریٰ 1382ھ / 17 نومبر 1962ء میں وصال فرمایا، قبرستان شاہ گنج پٹنہ (بہار)ہند میں دفن کئے گئے۔(حیاتِ ملک العلماء،ص9،16،20، 34)

(134)المجمل المعدد لتالیفات المجدد ، ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے، آپ نے اعلیٰ حضرت کی وفات سے 13 سال پہلے 1327ھ / 1909ء کو مرتب فرمایا، اس کتاب میں اعلیٰ حضرت کی ساڑھے تین سو تصانیف کا ذکر ہے، اس کا پہلا ایڈیشن مطبع حنفیہ پٹنہ سے اسی سال شائع ہوا، اسی کے دوایڈیشن مرکزی مجلس رضا لاہور نے بھی شائع کئے۔ 1363ھ / 1944ء میں ملک العلما نے بریلی شریف میں رہ کر تین ماہ کام کیا اور المجمل المعدد میں ترمیم واضافہ کیا اور اعلی حضرت کی 760 تصانیف کا ذکر کیا مگر یہ ایڈیشن شائع نہ ہوسکا۔

(135)انوار علمائے اہل سنت سندھ،149۔

(136) المحجتہ المؤتمنہ اعلیٰ حضرت کی تاریخی تصنیف ہے، اس کا مکمل نام المحجتہ المؤتمنہ فی آیتہ الممتحنتہ ہے جو فتاویٰ رضویہ کی جلد 14 پر صفحہ 419 تا 544 میں موجود ہے، یہ دو فتاویٰ پر مشتمل ہے، اس میں غیر مسلموں سے موالات وترک موالات، معاملات

وترک معاملات وغیرہ پر مدلل تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ یہ تصنیف صفر 1339ھ / اکتوبر 1920ء میں اُس وقت لکھی گئی، جب بعض مسلمانوں نے ہندوؤں اور برطانوی حکومت کے ساتھ تعلقات کے سلسلے میں توازن کھودیا تھا، وہ ایک طرف برطانوی حکومت سے پورے طور پر رشتۂ تعلقات منقطع کرنا چاہتے تھے اور دوسری طرف ہندوؤں کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کرنے کے خواہاں تھے۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات، ص59، عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، 316)

(137) اس کا مکمل نام "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" ہے یہ فتاوی رضویہ کی جلد 15 پر صفحہ 611 تا 628 میں ہے، یہ اعلیٰ حضرت نے اپنی وفات کے تقریباڈیڑھ مہینہ پہلے تحریر فرمایا، سوال کی تاریخ 3 محرم الحرام 1340ھ درج ہے۔

(138) عظمتوں کے پاسباں، 385۔

(139) حیات مفتی تقدس علی خاں، 21۔

(140) حیات مفتی تقدس علی خان، 14۔

(141) شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی صاحب کی ولادت 29 شوال 1366ھ / 15 ستمبر 1947ء کو موضع چھپڑھ (نزد چنہ بٹہ، ضلع مانسہرہ، ہزارہ، K.P.K) میں ہوئی، آپ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، مرید غزالی دوراں علامہ کاظمی، سابق مدرس (1975ء تا 2007) جامعہ نظامیہ رضویہ، موجودہ مدرس جامعہ ہجویریہ لاہور، 1970ء سے خطیب جامع مسجد خراسیاں، سابقہ ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، مصنف ومترجم کتب کثیرہ اوراستاذالعلماہیں، حال ہی میں ان کا فتاوی قاضی خان (5 جلدیں) مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور نے شاندارانداز میں شائع کیا ہے۔ (فتاوی قاضی خان، 1 / 57، 58)

(142) انوار علمائے اہل سنت سندھ، 147۔

(143) تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، 120۔

(144) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 1988ء، ص64۔

(145) محقق ومصنف سید محمد عبداللہ قادری کا تعلق منڈی بہاؤالدین (چک 15 شمالی، ڈاکخانہ چک 5) کے ایک علمی گھرانے سے ہے عرصہ دراز بسلسلۂ ملازمت واہ کینٹ (ضلع راولپنڈی) میں رہے۔

(146) جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور لوہاری گیٹ کے اندرونی حصے میں ایک دینی درس گاہ ہے۔ اس کا افتتاح شوال المکرم 1376ھ / مئی 1956ء کو محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرداراحمد چشتی قادری صاحب نے قدیم تاریخی مسجد خراسیاں اندرون لوہاری دروازہ میں فرمایا، ان کے شاگرد استاذالعلماء شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی نے 1381ھ / 1962ء تک اس کی نگرانی اور آبیاری کی۔ اس کے بعد علامہ غلام رسول رضوی صاحب نے اسے اپنے ذہین اور محنتی تلمیذ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی صاحب کے سپرد کیا۔ آپ نے 2003ء تک نہ صرف اس ادارے کو ترقی وعروج کی منازل سے آشنا کیا بلکہ جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ کی فلک بوس عمارتوں کی صورت میں امت مسلمہ کو مژدہ جانفزا بھی سنایا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ تین کنال سے زیادہ جگہ پر مشتمل ہے اس میں 115 کمرے، 5 ہال، لائبریری وغیرہ تعمیر ہوچکے ہیں، حفظ وتجوید اوردرسِ نظامی کے تقریبا 12 سو سے زائد طلبہ مصروف تعلیم ہیں۔

(147) مکتبہ قادریہ لاہور ایک اشاعتی ادارہ ہے اس کے بانی شرف ملت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،

اب ان کے بیٹے حافظ قاری نثار احمد قادری صاحب اس کے مہتمم ہیں، پہلے یہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ میں شرف ملت کے کمرے میں تھا، پھر داتا دربار مارکیٹ میں منتقل ہوگیا، راقم کو دونوں جگہوں میں شرف ملت کی زیارت کے لیے حاضر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

(148) ماہنامہ معارف رضا کراچی، مارچ 2012ء، ص46۔

(149) مکاشفۃ القلوب تصوف پر مشتمل کتاب ہے جو امام غزالی کی کتاب المکاشفۃ الکبریٰ کا اختصار ہے مزید چند کتابوں مثلاً منیۃ المصلی، زہر الریاض وغیرہ سے مواد بھی شامل کیا گیا ہے، یہ پند ونصائح، ترغیب وترہیب کے حوالے سے پُر اثر کتاب ہے، (پیش لفظ مکاشفۃ القلوب، 18، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) راقم کا تجربہ ہے کہ اگر کوئی اس کا بالاستیعاب مطالعہ کرے تو اس کا دل نرم، مذموم دنیا کی محبت سے بیزار اور اشک بار ہو جائے گا، ان شاء اللہ۔

(150) آل انڈیا سنی کانفرنس، قیام پاکستان سے پہلے اہل سنت وجماعت کی ایک سیاسی جماعت تھی جس کے زیرِ اہتمام کئی اجتماعات منعقد کیے گئے۔ 20 تا 23 شعبان 1343ھ / 16 تا 19 مارچ 1925 کو مراد آباد میں پہلی آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اور آل انڈیا مسلم لیگ کے مطالبۂ پاکستان کی مکمل حمایت کی گئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس پارٹی کا نام جمعیت علمائے پاکستان رکھ دیا گیا۔ (مزید دیکھئے علامہ جلال الدین قادری صاحب کی کتاب "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس 1925ء تا 1947ء")

(151) سیّدُ السادات حضرت مولانا پیر سیّد فتح علی شاہ نقوی قادری رحمۃ اللہ علیہ، عالمِ دین، واعظ، شاعر اور صاحبِ تصنیف تھے، 1296ھ / 1879ء میں پیدا ہوئے اور 9 رجب 1378ھ / 19 جنوری 1959ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار جامع مسجد سیّد فتح علی شاہ سے متصل محلّہ کھراسیاں جیرامپور، کھروٹہ سیداں (ضلع سیالکوٹ، پنجاب) میں ہے۔ (تذکرہ اکابرینِ اہلِ سنّت، ص367)

(152) انوار علمائے اہل سنت سندھ، 148، تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، 58۔

(153) تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، 225۔

(154) تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، 208، 282۔

(155) مفسر قرآن، محقق اہلسنت علامہ محمد جلال الدین قادری موضع چوہدو (تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات) میں یکم جمادی الاخریٰ 1357ھ / 29 جولائی 1938ء کو پیدا ہوئے اور 2 محرم الحرام 1429 / بمطابق 12 جنوری 2008ء کو وصال فرمایا، مزار جامعہ اسلامیہ کھاریاں (ضلع گجرات) کے پہلو میں ہے، آپ عالم باعمل، تلمیذ ومرید محدث اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند، مؤرخ اور محقق اہلسنت، مفسر قرآن اور بانی جامعہ اسلامیہ کھاریاں ہیں، 14 تصانیف میں اہم ترین تفسیر احکام القرآن ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ (ماہنامہ احکام القرآن، کھاریاں، صفر 1429ھ، ص26، 13)

(156) ہفت روزہ "دبدبہ سکندری" 1283ھ / 1866ء میں جاری ہوا اور 1364ھ / 1945ء تک کامیابی کے ساتھ قریب ایک صدی جاری رہا۔ اس نے حمایتِ دین کی غرض سے مخلصانہ خدمت انجام دی، جماعت رضائے مصطفیٰ کی روداد اور ارکان کی داعیانہ سرگرمیوں کی پل پل کی رپورٹ دبدبۂ سکندری میں شائع ہوتی تھی اس کے مدیر دوستِ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق حسن خاں صابری صاحب اور نائب مدیر ان کے بیٹے مولانا فضل حسن خاں صاحب تھے۔

(157)تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس،407۔

(158)حیات مفتی تقدس علی خان،9۔

(159)ماہنامہ ضیائے حرم،لاہور،اگست1997ء ص67،68۔

(160)مفتی اعظم اوران کے خلفا،270۔

(161)ماہنامہ معارف رضا کراچی،جولائی2013ء،ص57۔

(162)حیات مفتی تقدس علی خان،16،15، مفتی اعظم اوران کے خلفا،271،ذکر جمیل،9۔

(163)صاحبزادۂ قطب مدینہ، حضرت مولانا حافظ فضل الرحمن قادری مدنی صاحب کی ولادت ربیع الاخر 1344ھ / دسمبر1925ء کو محلہ باب السلام زقاق الزرندی مدینہ منورہ میں ہوئی اور 27شوال 1423ھ / 30دسمبر2002ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین جنۃ البقیع میں ہوئی۔ آپ عالم دین، بہترین حافظ و قاری، شیخ طریقت اور جانشین قطب مدینہ تھے۔ امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری صاحب کو آپ سے سلاسل کثیرہ کی خلافت حاصل ہے۔(سیدی ضیاء الدین احمد القادری،2 / 406تا417،انوارِ قطب مدینہ،ص576،تعارف امیر اہل سنت،ص73)

(164)دربار غوث الاعظم حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے جو بھی سجادہ نشین ہیں انھیں نقیب الاشراف کہا جاتا ہے۔

(165)حیات مفتی تقدس علی خان،18۔

(166)نقیب الاشراف شیخ سید یوسف بن عبد اللہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم محرم1325ھ / 14فروری1907ء میں ہوئی اور18ربیع الاخر1417ھ / 2ستمبر1996کو بغداد شریف عراق میں وصال فرمایا۔خانقاہِ قادریہ کے دوسرے حجرہ میں آپ کو دفن کیا گیا، آپ بلند قامت اور خوبصورت و دلکش شخصیت کے مالک تھے۔ دینی ودنیوی دونوں علوم کے جامع اوروزارت خارجہ عراق کے اہم رکن تھے1371ھ / 1952ء میں آپ خانقاہِ قادریہ کے نقیب اور متولی مقرر ہوئے، قادریہ لائبریری کو وسعت دی اور کتب کی تعداد65ہزار تک لے گئے، حضرت نقیب الاشراف نے اپنی حیات مبارکہ کے 44سال خانقاہ عالیہ اور مسجد قادریہ کی تعمیر وترقی نیز سلسلۂ عالیہ کی ترویج واشاعت میں صرف فرمائے۔(نوائے وقت،30،اگست، 2019)، حیات مفتی تقدس علی خان، صفحہ 20پر نقیب الاشراف کانام سید ابراہیم بن عبد اللہ لکھا گیا ہے جبکہ درست سید یوسف بن عبد اللہ ہے۔

(167)حیات مفتی تقدس علی خان،20۔

(168)بانی ادارہ مولانا سید ریاست علی قادری صاحب کی پیدائش22صفر1351ھ / 27جون 1932ء کو محلہ شاہ آباد بریلی شریف کے علمی خانوادے میں ہوئی اور3جنوری 1992ء / 18رجب 1412ھ میں اسلام آباد میں وفات پائی،آپ اہل سنت کے متحرک رہنما،کئی کتب کے مصنف، اردو، فارسی، عربی، انگلش، جرمنی وغیرہ زبانوں کے ماہر، محکمہ ٹیلی فون پاکستان کے آفیسر، مسجد الحسین اسلام آباد کے خطیب، مرید مفتی اعظم ہند اور عظیم الشان ادارے تحقیقات امام احمد رضا کے بانی وصدر تھے،آپ نے اسے ادارے کے ذریعے کتب کی اشاعت اورامام احمد کانفرنس کا آغاز فرمایا،آپ کی خدمات قابل تحسین ہیں۔مفتی تقدس علی خان صاحب نے آپ کو10صفر1408ھ مطابق28فروری1988ء کو خلافت عطا فرمائی۔(انوار علمائے اہل سنت سندھ،ص269،تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا،57)

(169)تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا،8،115،116۔

(170) حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امر تسری کی ولادت 28 صفر 1346ھ / 27 اگست 1927ء امر تسر مشرقی پنجاب ہند میں ہوئی اور 8 شعبان 1420ھ / 17 نومبر 1999ء کو وفات پائی، مقابر چشتیاں، قبرستان نتھے شاہ، جوار دربار میاں میر قادری (لاہور کینٹ) میں مدفون ہیں، آپ طبیب حازق، دینی و دنیاوی تعلیم کے جامع، صاحب تصنیف، درد امت سے سرشار، سلسلہ چشتیہ صابریہ میں مرید اور قطب مدینہ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے زندگی بھر طبابت کی، آپ کا مطب 55 ریلوے روڈ لاہور میں تھا، یہ مریضوں کے لیے مقام دوا اور معرفت وعلم کے طالبوں کے لیے سرچشمہ علم وحکمت تھا، آپ کی دس ہزار سے زائد کتب پر مشتمل شاندار لائبریری بھی اہل علم کے یہاں آنے کا سبب بنتی تھی، حکیم صاحب مفتی تقدس علی خان صاحب کے مداح و معترف تھے، آپ نے 1388ھ / 1968ء میں "مرکزی مجلس رضا" کی بنیاد رکھ دی۔ (حکیم محمد موسیٰ امر تسری، ایک ادارہ ایک تحریک، 13، 25، 26، 41)

(171) ماہنامہ معارف رضا کراچی، جولائی 2013ء، ص 56۔

(172) مخلصاماہنامہ معارف رضا کراچی، مارچ 2012ء، ص 45۔

(173) صاحبزادۂ تاج العلماء حضرت مولانا محمد اطہر علی نعیمی صاحب کی ولادت 27 شعبان 1345ھ / 2 مارچ 1927ء کو مرادآباد (یوپی) ہند میں ہوئی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے 28 رجب 1366ھ / 17 جون 1947ء کو فارغ التحصیل ہوئے، پاکستان آکر جرنل پوسٹ آفس (GPO) میں ملازمت اختیار کرلی، 1393ھ / 1973ء میں جامعہ نعیمیہ کراچی کے ٹرسٹی بنے، آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن اور رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے، آپ شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی کے مرید، صدر الافاضل، پیر سید طاہر علاؤ الدین گیلانی اور مفتی تقدس علی خان صاحب کے خلیفہ تھے، آپ کئی عربی کتابوں کے مترجم ہیں، عرصہ دراز سے فی سبیل اللہ جامع مسجد آرام باغ میں خطابت بھی فرمارہے ہیں۔ (تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی حیات وخدمات، 24، انٹرویو سے ماخوذ)

(174) ادیب شہیر حضرت مولانا شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی صاحب کی ولادت محلہ ذخیرہ نیا شہر بریلی (یوپی) ہند میں 1337ھ / 1919ء کو ہوئی، آپ فاضل دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، منشی وادیب کامل (الہ آباد بورڈ)، صدر مدرس شعبۂ فارسی منظر اسلام، استاذ اسلامیہ کالج بریلی، اسکول ٹیچر گورنمنٹ اسکول ائیرپورٹ کراچی، اردو، فارسی اور عربی نعت گوشاعر، کئی کتب کے مصنف ومترجم اور صدارتی ایوارڈیافتہ تھے، آپ کا وصال 3 ذیقعدہ 1417ھ / 12 مارچ 1997ء کو کراچی میں ہوا۔ سخی حسن قبرستان میں تدفین ہوئی۔
(تذکرہ اراکین ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، 124 تا 130)

(175) مولانا سید ریاست علی قادری صاحب کا تعارف حاشیہ نمبر 168 میں دیکھئے۔

(176) صاحبزادہ وجاہت رسول قادری صاحب کی پیدائش 1358ھ / 1939ء کو بنارس (یوپی، ہند) میں ہوئی، آپ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ہدایت رسول قادری لکھنوی صاحب کے پوتے ہیں، ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کرکے 1365ھ / 1946ء میں مدرسہ حمیدیہ بنارس میں داخلہ لیا، ایک سال بعد والدین کے ساتھ راجشاہی بنگلادیش میں ہجرت کرگئے، وہاں ایم اے معاشیات کیا 1384ھ / 1964ء میں کراچی منتقل ہوگئے، درس نظامی کی بعض کتب اور بخاری شریف کے ابتدائی اسباق استاذ العلماء علامہ نصر اللہ خان افغانی صاحب سے پڑھے، روزگار لیے ملازمت اختیار کی، آپ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے بانی اراکین سے ہیں، 1986ء میں رکن مجلس عاملہ منتخب ہوئے، اگلے سال نائب صدر اور 1992ء میں صدر بنائے گئے، آپ مفتی اعظم ہند کے مرید اور مفتی تقدس علی خان صاحب کے خلیفہ

تھے، مفتی صاحب نے آپ کو 10صفر1408ھ /28فروری 1988ء کو خلافت عطافرمائی،30جمادی الاولیٰ 1441ھ /27جنوری 2020ء کو کراچی میں فوت ہوئے، نماز جنازہ مرکز دعوت اسلامی ڈیفنس جامع مسجد فیضان جیلان کلفٹن کے باہر علامہ سید شاہ عبد الحق قادری(امیر جماعت اہلسنّت کراچی)نے پڑھائی۔ تدفین نیو قبرستان، فیز8ڈیفنس میں کی گئی۔(ماہنامہ معارف رضا2020ء،وجاہت رسول نمبر،ص7،8)

(177)ان کا تعارف حاشیہ نمبر۔۔۔میں دیکھئے۔

(178)مولانا ابو القاسم ضیائی صاحب کا تعلق کراچی سے ہے، آپ فارغ التحصیل عالم دین ہیں، آپ نے کافی عرصہ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی صاحب کی صحبت میں گزارا ہے۔

(179)مولانا محمد عباس مدنی صاحب کی معلومات نہ مل سکیں۔

(180)حیات مفتی تقدس علی خان،23۔

(181) مُصلحِ اہلِ سنّت، حضرت مولانا قاری مُصلح الدّین صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 11ربیع الاول1336ھ / 27دسمبر 1918ء کو قندھار شریف (ضلع ناندیڑ، حیدر آباد دَکّن) ہند میں ہوئی۔ 7 جُمادَی الاُخریٰ1403ھ / 23مارچ 1983ء کو وِصال فرمایا، مَزار مُبارک مُصلح الدّین گارڈن باب المدینہ کراچی پاکستان میں ہے۔ آپ عالمِ باعمل، خوش الحان قاری، اُستاذ العلماء اور شیخِ طریقت تھے۔ (حیاتِ حافظِ مِلّت، ص139 تا142) امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری صاحب کو انکی کثیر صحبت ورہنمائی حاصل ہوئی، ان سے ابتدائی صرف ونحو کے اسباق بھی پڑھے۔

(182)حاجی عبد الغفار پردیسی صاحب کراچی شہر کی مشہور مذہبی شخصیت اور برکاتی فاؤنڈیشن کے چیئر مین ہیں۔

(183)حافظ امتیاز صاحب کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

(184) مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی کی ولادت14صفر1333ھ/ یکم جنوری 1915ء کو پیلی بھیت (ہند) میں ہوئی اور کراچی میں 20 ربیعُ الاول 1413ھ / 19 ستمبر 1993ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی میں ہے۔ آپ فاضل دارُ العلوم منظر اسلام بریلی شریف، مریدِ حجۃُ الاسلام، خلیفہ مفتیِ اعظم ہند، جید عالم و مدرس، مفتیِ اسلام اور شیخ الحدیث ہیں۔ وقارُ الفتاویٰ (3 جلدیں) آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری صاحب22سال تک آپ کی صحبت سے فیض یاب رہے حتی کہ مفتی صاحب نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔(وقار الفتاویٰ،1/ 1،38،شوقِ علم دین،ص25)

(185)حیات مفتی تقدس علی خان،22،21۔ نماز جنازہ کی تکرار مطلقاً ناجائز ونامشروع ہے، مگر جب کوئی ایسا شخص جسے جنازہ پڑھانے کا حق حاصل نہیں،ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھا دے اور کسی ولی نے نماز جنازہ ادا نہ کی ہو تو میت کا ولی دوبارہ نماز ادا کر سکتاہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے اور دوسرے جنازے میں فقط وہی افراد شریک ہوں گے جو پہلے جنازے میں شریک نہ تھے۔ بہار شریعت جلد1 صفحہ 838 میں ہے کہ ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز (جنازہ) کا اعادہ کر سکتا ہے۔

(186)تذکرہ اراکین ادارہ تحقیقات امام احمد رضا،113۔

(187)حیات مفتی تقدس علی خان،22۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 شوال 1272ھ /6 جون 1856ء کو بریلی شریف (یو۔پی) ہند میں ہوئی، یہیں 25 صفر 1340ھ /28، اکتوبر 1921ء کو وصال فرمایا۔ مزار جائے پیدائش میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ حافظِ قرآن، پچاس سے زیادہ جدید وقدیم علوم کے ماہر، فقیہ اسلام، محدث وقت، مصلحِ امت، نعت گوشاعر، سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت، تقریباً ایک ہزار کتب کے مصنف، مرجع علمائے عرب و عجم، استاذ الفقہاء و محدثین، شیخ الاسلام والمسلمین مجتہد فی المسائل اور چودھویں صدی کی مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، فتاویٰ رضویہ (33 جلدیں)، جد الممتار علی رد المحتار (7 جلدیں، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) اور حدائق بخشش آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/58، 3/295، مکتبۃ المدینہ، تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، 282، 301)



فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net